ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
پاکستان

15/23

تحفۂ معراج

حافظ انور محمد انور

فلک پر غل ہوا سرورِ دنیا و دیں آئے
امام المرسلیںؐ آئے، شفیع المذنبیںؐ آئے
بلایا ہے تمہیں حق نے سرِ عرش اے حبیب اللہ
یہ پیغامِ مسرت لے کے جبریل امینؑ آئے
امام الانبیاءؐ کر کے امامت سارے نبیوں کی
چلے بیت المقدس سے سرِ عرشِ بریں آئے
ہوئی اک آن میں طے آج فرش و عرش کی منزل
خدا سے مل کے اک پل میں امام المرسلیںؐ آئے
فضیلت کیوں نہ سب راتوں پہ دیں اس رات کو مسلم
کہ ہو کر عرش سے اس رات کو سلطانِ دیںؐ آئے
خدا سے مل کے واپس آئے جس دم سرورِ عالمؐ
لئے تحفہ نمازِ پنجگانہ بالیقیں آئے
جنہوں نے اپنے سینے سے لگایا آپؐ کا تحفہ
وہ پیشِ حق سرِ محشر بشکلِ بہتریں آئے
اسی تحفہ میں ہے مضمر نجاتِ اخروی انور
جسے لے کر شبِ معراج فخر المرسلیںؐ آئے

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ
مجاہد الحسینی

۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ: اِتَّقِ اللّٰہَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ: فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا“ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب ابن آدم (انسان) صبح کرتا ہے۔ تو اس کے جسم کے تمام اعضا زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں، کہ ہمارے معاملہ میں خدا سے ڈر۔ اس لئے کہ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ سو اگر تو ٹھیک رہے گی۔ تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے۔ اگر تو کجروی اختیار کرے گی۔ تو ہم بھی کجرو بن جائیں گے (ترمذی)

وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ، وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰی مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، ثُمَّ قَالَ: اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ، حَتّٰی بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ۔ ثُمَّ قَالَ: ”اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ: ”رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ“ ثُمَّ قَالَ: ”اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ؟ قُلْتُ: بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ قَالَ: ”كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا“ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ؟ فَقَالَ: ”ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ترجمہ۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے، جو مجھ کو جنت میں داخل کر دے اور دوزخ سے دور کر دے، آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم نے بہت بڑی چیز کے متعلق سوال کیا ہے۔ اور البتہ یہ چیز آسان ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ آسان فرما دے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور رمضان مبارک کے روزے رکھو۔ اور زیارت بیت اللہ کی قوت اور استطاعت ہو، تو حج کرو، پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا میں تم کو خیر اور نیکی کے دروازے نہ بتلاؤں۔ روزہ سپر اور ڈھال ہے اور صدقہ (فی سبیل اللہ) بجھا دیتا ہے (مٹا دیتا ہے۔ گناہ کو جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور انسان کا درمیان شب میں نماز پڑھنا یعنی وہ بھی اسی طرح گناہوں کو نیست و نابود کر دیتی ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ تتجافی جنوبھم عن المضاجع یہاں تک کہ یعملون تک پہنچے پھر فرمایا کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو امر دین کی جڑ اور اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی، میں نے عرض کیا۔ ضرور یا رسول اللہ بتلائیے۔ امر (دین) کی جڑ اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے۔ اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ کہ کیا میں تجھ کو اس چیز سے بھی خبردار نہ کروں۔ جو ان سب کی جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ضرور یا رسول اللہ بتلائیے۔ تو آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا۔ اور فرمایا کہ اس کو روکے رکھو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ تو کیا ہم اس چیز کے ساتھ بھی مواخذہ کئے جائیں گے جس سے ہم بولتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تجھے تیری ماں گم کرے۔ اور نہیں گرائے جائینگے دوزخ میں آدمی اپنے چہروں کے بل، مگر بدولت اپنی زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی کے (یعنی باتوں کے ترمذی نے اس حدیث کا ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ“ قِيْلَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: ”اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ، وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا تم کو معلوم ہے۔ کہ غیبت کیا چیز ہے اصحاب نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے مسلمان بھائی کی ایسی باتوں کا ذکر کرنا۔ جو اس کو ناگوار ہوں۔ دریافت کیا گیا۔ کہ بتلائیے۔ اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو۔ جس کو میں نے بیان کیا، آپ نے ارشاد فرمایا۔ اگر اس میں وہ برائی موجود ہو۔ جو تو نے بیان کی، تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ چیز نہ ہو۔ جو تو کہہ رہا ہے، تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰہُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص نے اپنے بھائی کی آبروریزی سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے سے نار جہنم کو دور فرمائیں گے (ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اور کہا حدیث حسن ہے۔

مولا نے جس کی خدمت دینی قبول کی
دولت اسے عطا ہوئی قال الرسول کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۹ء
۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۲۳

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

صدر محمد یحییٰ کا جرأت مندانہ اقدام

اسلامی ممالک میں پاکستانی مؤقف کی مؤثر تشہیر کی ضرورت

رباط میں منعقدہ مسلم سربراہ کانفرنس میں پاکستان کے صدرِ مملکت جنرل محمد یحییٰ نے جس انداز میں پاکستانی عوام کی ترجمانی کی ہے اور جس دلیری و جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس پر صرف پاکستانی عوام ہی تحسین و آفریں نہیں کہہ رہے ہیں پوری دنیائے اسلام کے ذی ہوش اور صاحبِ فراست افراد صدر مملکت کے جرأت مندانہ اقدام کا خیر مقدم کر کے پاکستانی مؤقف کی برملا تائید و حمایت کر رہے ہیں۔

اور دنیا کا ہر انصاف پسند انسان اس بات کی تائید کرے گا کہ بھارت جیسی ظالم اور سفاک حکومت کو جو ایک طرف تو فرزندانِ اسلام کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے اور دوسری طرف مسلم سربراہ کانفرنس میں شرکت کا کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔

بھارت کی شاطرانہ چال یہ تھی کہ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا کر اور عصمتوں کے فانوس گل کر کے مسلم سربراہ کانفرنس میں کسی طرح شمولیت کر لی جائے تاکہ باہر کی دنیا یہ تاثر قبول کرے کہ بھارتی حکمران اہلِ اسلام کے بڑے ہی "خیرخواہ" ہیں اور ان کے "خلوص" کا یہ عالم ہے کہ وہ مصیبت زدہ عربوں کے دُکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔

خدا بھلا کرے پاکستان کے صدر مملکت جنرل محمد یحییٰ کا — جنہوں نے کمال دُور اندیشی اور جرأت و مردانگی سے کام لیتے ہوئے بھارت کی تمام شاطرانہ چالوں کو ہی ناکام نہیں بنا دیا بلکہ بھارت کی ظالم اور درندہ صفت حکومت اور اس کی پشت پناہ بڑی طاقتوں کی تمام سازشوں کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ہے۔

اس طرح صدر محمد یحییٰ نے پاکستان کا نام سربلند اور پاکستانی مؤقف کو واضح کر کے اس بات کا ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ ہم صرف اسرائیل کے "یہود نا بہبود" کے خلاف ہی نبرد آزما نہیں ہیں بلکہ "ہنود بے بہبود" سے بھی پنجہ آزما ہیں اور دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان بستے ہیں پاکستان اُن کے دُکھ درد میں برابر کا شریک ہے۔ اور حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ دنیا بھر کے مسلمان ایک جسم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر جسم کے کسی حصّہ کو بھی تکلیف پہنچتی ہے تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ آنکھ اور کان میں درد ہو تو پورا جسم کربناک اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی دنیا کے مسلمانوں کی مثال ہے کہ ان میں سے کسی ایک علاقہ، خطّہ یا ملک کے مسلمانوں پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوں تو پوری دنیا کے مسلمانوں کو بے چین ہو جانا چاہیے۔ اسلام کا یہ مؤقف کسی علاقائی یا ملکی مصلحت کے تابع نہیں ہے کہ اپنی سیاسی ضرورت کے تحت کسی ایک خطّہ کے مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کر دیا جائے اور اپنی پولیٹیکل مصلحتوں کی خاطر دوسرے خطہ یا ملک کے اہلِ اسلام کو نظرانداز کر دیا جائے۔

اگر اسرائیلی غاصبوں نے سرزمین عرب کے فرزندانِ اسلام پر عرصۂ حیات تنگ کیا ہے تو بھارت کے سفاک درندوں نے بھی اسلامیانِ ہند کی زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ اور انہیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی گہری سازش تیار کر کے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔

ان حالات میں پاکستان کے صدر مملکت کا ملکی، قومی اور اسلامی فرض تھا کہ وہ ایسے موقع پر "مصلحت آمیز" پالیسی ترک کر کے جرأت مندانہ اور

واضح مؤقف اختیار کرتے اور مسلم سربراہ کانفرنس میں بھارت کو شمولیت کی اجازت نہ دیتے ــــ!

چنانچہ انہوں نے اپنا فریضہ انجام دے کر نہایت مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ اسی مرحلہ میں ہم ان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے یہ گذارش کریں گے۔ کہ وہ پاکستانی مؤقف کی وضاحت کے لئے نشر و اشاعت کے ذرائع کو بروئے کار لائیں۔ اس وقت بیرونی ممالک خصوصاً عرب ملکوں میں پاکستان کے پروپیگنڈے کا پہلو کمزور ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ذی صلاحیت شخصیات کے وفود بھیج کر اور عربی زبان میں مؤثر مطبوعات تیار کرا کے تمام عرب ممالک میں پاکستانی مؤقف کی تشہیر کی جائے۔ اور عربوں پر یہ واضح کیا جائے کہ اس وقت جس طرح اسرائیل کے "یہود" عرب مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں، اور انہوں نے فلسطین، بیت المقدس اور صحرائے سینا پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے، اسی طرح بھارت کے "ہندو" ہندی مسلمانوں کے خون کا دریا بہا رہے ہیں اور اہل اسلام کے خطۂ کشمیر پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے ــــ

پاکستان کے وزیر اطلاعات و نشریات جنرل شیر علی صاحب نیک سیرت و کردار کی شہرت کے مالک ہیں۔ وہ اس اہم خلا کو پُر کرنے کے لئے نہایت موزوں خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں بھی گذارش کریں گے کہ وہ بیرونی ممالک بالخصوص عرب ممالک میں پاکستانی مؤقف کی پبلسٹی اور تشہیر کی طرف سب سے زیادہ توجہ سے کام لیں کیونکہ اس محاذ پہ اگر بھارت کی کارکردگی صفر ہوتی تو سعودی عرب کے شاہ فیصل کو یہ کہنے کی جرأت ہرگز نہ ہوتی کہ مسلم سربراہ کانفرنس میں بھارت جیسی غیر مسلم حکومت کو شمولیت کی دعوت دی جائے ــــ!

کسی ملک کی مسلمان آبادی ہی ملحوظ تھی تو پھر چین، روس، امریکہ، برطانیہ اور بعض دوسرے غیر مسلم ممالک کو کیوں نظر انداز کیا گیا آخر وہاں بھی تو کم و بیش تعداد کے ساتھ اہل اسلام کا وجود پایا جاتا ہے۔

درحقیقت اس اقدام کے محرکات معلوم کرنے اور عرب ممالک میں مختلف طریقوں کے ساتھ مؤثر پبلسٹی کی سخت ضرورت ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ پاکستان کے ارباب اختیار مسلم سربراہ کانفرنس کے آئندہ اجلاس سے قبل اس خلاء کو پُر کرنے کی طرف خصوصی توجہ دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

خطبۂ جمعہ

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ علالت کی وجہ سے خطبۂ جمعہ نہ دے سکے۔ اس لئے زیرِ نظر شمارہ خطبہ جمعہ سے خالی ہے۔ جمعہ حضرت مولانا حافظ حمیداللہ صاحب نے پڑھایا۔ حضرت مدظلہٗ نے میانوالی، ملتان اور جامعہ مدنیہ لاہور کے اجلاسوں میں شریک ہونا تھا۔ مگر بوجۂ علالت ان اجلاسوں میں بھی شرکت نہ کر سکے۔ قارئینِ خدام الدین حضرت مدظلہٗ کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (ادارہ)

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

کی تمام شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ فوراً مرکز سے رابطہ قائم کریں۔

منجانب:- محمد اسلوب قریشی ناظم اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان مسجد رحمانیہ عبدالکریم روڈ لاہور

حسنِ کلام

مضطر گجراتی، بی، اے

امیروں میں امیر اچھے، غریبوں میں غریب اچھے
مگر ان سے کہیں بڑھ کر اخوت کے نقیب اچھے

یہ دنیا ہے یہاں بنتی ہیں جا نکاہی سے تقدیریں
نہیں ہوتے کبھی باتوں سے قوموں کے نصیب اچھے

خلوصِ گفتگو لب میں، نہ سوزِ آرزو دل میں
مری دنیا کو یارب تو نے بخشے ہیں خطیب اچھے

جہاں انساں کے خوابیدہ قویٰ بیدار ہو جائیں
حصارِ عافیت سے وہ مقاماتِ مہیب اچھے

بڑی شئے ہے جسے کہتے ہیں ذہن و لب کی آزادی
وہ اپنی دولت اپنے پاس رکھیں، ہم غریب اچھے

مہ و انجم سے اونچا رہ چکا ہے آشیاں اپنا
کبھی ہم بادیہ پیما بھی رکھتے تھے نصیب اچھے

بہر لحہ وغا کے سائے گہرے ہوتے جاتے ہیں
کئے ہیں امن کے پیدا یہ مغرب نے نقیب اچھے

ہم اپنی پرسشِ غم آپ ہی کرنے کی خو ڈالیں
کسے ملتے ہیں یارو اس زمانے میں حبیب اچھے

یہ تسکینِ نظر، یہ دلنشیں جلوے، یہ تنہائی
ہمیں رہنے دو، ہم ان رہگذاروں کے قریب اچھے

تکلف برطرف، تاریخ عالم خود بتا دے گی
جوانانِ ہلال اچھے کہ پیرانِ صلیب اچھے؟

صدا "لاتقنطوا" کی آ رہی ہے کان میں اب بھی
دن آئیں گے ہماری زندگی کے عنقریب اچھے

مری عظمت نہیں بھولے مری بیگانگی پر بھی!
مجھے لندن سے غرناطہ کے آثارِ غریب اچھے

قلم جن کا ہے تہذیب حرم کا ترجماں مضطر
مری دانست میں وہ شاعر اچھے، وہ ادیب اچھے

●

کوئٹہ میں
ہفت روزہ خدام الدین
امان اللہ مدرسہ عربیہ مطلع العلوم بروری روڈ سے حاصل کریں۔

۱۹ر رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۲ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

ہمارے مظلوم ہندوستانی مسلمان بھائیوں کی حالتِ زار

از حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط۔ وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا ج وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ج وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا ہ (النسآء ۷۵)

ترجمہ: اور کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو، جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے واسطے اپنے ہاں سے کوئی حمایتی کر دے اور ہمارے واسطے اپنے ہاں سے کوئی مددگار بنا دے۔

غیرتِ ملّی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ تقریر کرتے ہوئے فرما رہے تھے (یہ اپنی کی تحقیق ہے) کہ میں نے دس سالہ مدنی زندگی میں غزوات و سرایا کا جائزہ لیا اور اوسط نکالی۔ ہر جنگ جس میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) شریک ہیں، بعضوں میں نہیں شریک ہیں، تو ایک مہینے کوئی جنگ ایسی نہیں ہے جس میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) خود بہ نفسِ نفیس شریک نہیں ہیں۔ اندازہ لگائیے، کتنی عظیم جنگیں لڑنی پڑیں اس قوم کو جو تیرہ سال مار کھاتی رہی۔ کیوں؟ کہ مارنے کے جواب میں مارنا، یہ بہت آسان بات ہے۔ چاہے فاتح ہوں یا شکست کھائیں۔ مارنے کے جواب میں آنکھیں بند کر کے مار کھائے جانا یہ بہت مشکل بات ہے، کتنا کمزور ہو، گالی دیتا ہے، ہاتھا پائی کرتا ہے، دو کھاتا ہے ایک مارتا ہے، یہ کبھی نہیں ہوتا کہ انسان گالیاں کھائے، مار کھائے، اور جواب میں کچھ نہ کہے۔ لہٰذا یہی ہوا پچھلی جنگ کے اندر ہندوؤں نے پاکستان پہ حملہ کیا۔ کافروں کی تعداد پانچ چھ گنا، مسلمان تعداد میں کم اور نہتے لیکن کس طرح بے جگری کے ساتھ مسلمان لڑے، اور اللہ کی مدد بھی شاملِ بالکل اسی طرح جس طرح بدر میں ہوا۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح مبین سے نوازا۔

ہندوؤں کی ریشہ دوانیاں

بہر حال آج اگر جنگوں کا سلسلہ چل پڑتا ہے جیسے کہ ہندوستان کی حرکتوں سے ظاہر ہے، وہ یہاں بھی بدلہ لینے کے لئے پوری طاقت جمع کر رہا ہے اور اندرون ملک نہتے ہندوستانی مسلمانوں سے بدلہ لے رہا ہے تو ہمیں بھی اسلام کی لاج رکھنے کے لئے میدان میں آ جانا چاہیئے۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ نہتّوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ، اُن کے عبادت خانوں میں کسی قسم کی دست درازی نہ کرو، حد یہ ہے کہ اگر وہ عبادت میں خلافِ اسلام شرک بھی کر رہے ہوں تو تمہیں مخالفت کی اجازت نہیں ہے۔ تم اپنے گھر خوش رہو وہ اپنے گھر خوش رہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ جنگ میں دشمن کے بچّوں پر عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ، کسی قسم کی کھیتی کو نقصان نہ پہنچاؤ، جان و مال کا ضیاع نہ کرو، جو مقابلے پہ آئیں، ان کو اینٹ کا جواب پتھر سے دو۔

غازی یا شہید جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس کا مفہوم یہی ہے کہ جو مسلمان گھرے ہوئے ہوں، کافروں کے نرغے میں ہوں، وہ بچارے ان کے ظلم و ستم سے تنگ آ چکے ہوں، اُن کے لئے حکم یہی ہے کہ یا تو وہ نکل جائیں یا کافروں کے ساتھ لڑ کر کے معاملہ صاف کر لیں۔ یا تخت یا تختہ۔ بہر حال اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ جو مسلمان میدانِ جنگ میں جاتا ہے یا شہید ہوتا ہے یا غازی، غازی بن جائے تب بھی اللہ کی رحمت اور اگر شہید ہو جائے تو پھر تو وہ مردہ ہی نہیں بلکہ حیاتِ ابدی پا گیا۔ اللہ تعالیٰ ابدالآباد تک حیّ و قیّوم ہیں، اللہ کی راہ میں مرنے والوں کو بھی وہ حیاتِ ابدی عطا فرما دیتے ہیں، حیاتِ جاوید نصیب فرما دیتے ہیں، یہ کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں بہت اونچا کردار ہے۔ بہر حال مسلمانوں کو صرف اللہ کی ذات پہ بھروسے کی خاطر ہی میدان میں اترنا ہوتا ہے اور وہ اترتے ہیں اللہ تعالیٰ کبھی شرمندہ نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کبھی مایوس نہیں کرتا۔

ہندوستانی مسلمانوں پر استبداد اور پاکستان کی ذمّہ داریاں

اب صورتِ حال یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمان پاکستان ہی کی وجہ سے مظالم میں مبتلا ہیں وہاں چھ کروڑ مسلمان ہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔ اُن پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ ان پر کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈ کر ابتلا اور آزمائش اُن پر کھڑی کر دی جاتی ہے۔ اور اکثر مسلمان ہی کام آتے ہیں اور حکومت بھی ان کی حمایت نہیں کرتی بلکہ دشمنوں کی حمایت کرتی ہے۔ اور مظلوموں کو کٹہرے میں ڈالتی ہے۔

ان کے الٹا وہ ناجائز سلوک کرتے ہیں۔ ان حالات میں پاکستان کی بڑی ذمّہ داری ہے۔ یہ نہیں کہ یہاں کے ہندوؤں پر کوئی حملہ آور ہو جیسا کہ بنگال اور سندھ میں بہت سارے ہندو موجود ہیں۔ ان پر ہاتھ ڈالنا تو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ لیکن کم از کم ہندوستانی حکّام سے مطالبہ تو کرنا چاہیئے کہ یا تو ہمارے بھائیوں کے ساتھ انسانیت کا سلوک کرو، نہیں کرتے تو ان کی بجائے ہم سے

پنجہ آزمائی کرو۔ اور کوئی وقت مقرر کر لیا جائے کہ یا تو ان مسلمانوں کی جان بچائی جائے یا ان کا بدلہ لیا جائے۔ آخری شکل یہ ہے کہ ان کو یا تو انسانیت سکھائی جائے یا پھر یہ ہے کہ ہلّہ بول کر کے مسلمانوں کو واگذار کرایا جائے۔ سب سے پہلے بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کی یہی وجہ بنی۔ یہاں چند مسلمانوں کے ساتھ ناجائز سلوک ہوا، ان کی عورتوں کے ساتھ بے عزتی کا معاملہ کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ محمد بن قاسمؒ کو اس وقت کے حکمران حجاج ابن یوسف نے بدلہ لینے کے لئے بھیجا۔ وہ دن اور آج کا دن، اس سرزمین میں مسلمانوں کا بول بالا رہا لیکن انگریز بدبخت جو سات سمندر پار سے آیا، ہماری بدقسمتی کا نشان بن رہا ہے۔ وہ یہاں آکر کے حاکم بن کے بیٹھ رہا۔ اس نے جاتے جاتے بندر بانٹ کی، زیادہ حصہ ہندوؤں کو دے گیا حالانکہ اصولاً حکومت مسلمانوں کو ملنی چاہئے تھی۔ لیکن معاملہ الٹا رہا۔ کیونکہ جمہوریت اور ڈبہ کریسی کا زمانہ ہے، جو زیادہ ہیں حکومت ان کی ہوگی۔ نتیجہ یہ رہا کہ اکثریت کے صوبے ان کو مل گئے۔ لیکن جہاں بھی مسلمانوں کی اقلیت ہے ان کی حفاظت کی ذمہ داری ہندوؤں پر ہے۔ چونکہ اُن مسلمانوں نے پاکستان کی خاطر قربانیاں دیں لہٰذا نتیجۃً اب ان پر جو بھی وہاں آتا ہے، جو ان پر ظلم و ستم ہوتا ہے اس کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ آج محض اسی وجہ سے مارے جا رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، ان کا سب سے بڑا جرم اسلام ہے۔ اب ہمیں اقوام متحدہ میں سوال اٹھانا چاہئے، اگر وہ مسئلہ حل کر دیں —— اور انہوں نے آج تک کوئی مسئلہ حل کیا نہیں —— ہمیں بھی اللہ کے بھروسے پر، اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے لئے مقابلہ کرنا ہوگا۔ ع

یا تخت مقام آزادی ہے یا تختہ مقام آزادی کا

اسی لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا کہ جہاد قیامت تک باقی رہیگا۔ کیونکہ شر و فساد رہے گا، کفار و مشرکین کبھی پسند نہ کریں گے کہ اسلام کو عروج ہو، مسلمان خوشحال ہوں۔ اب پاکستانیوں کی اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ان ہندوستانی بے کس اور بے بس مسلمانوں کی مدد کو پہنچیں۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ اگر ایک خطے کے مسلمانوں کو تکلیف ہو تو دوسرے خطے کے مسلمان چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کریں۔ بہر حال جب بھی مسلمان راہِ خدا میں ڈٹ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کبھی اس کو مایوس نہیں کریں گے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (ہود ۱۱۵) اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو مایوس نہیں کرتے۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۝ (النجم ۳۹) ہمارا کام کوشش کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ فتح دیں گے ۔

شکست و فتح نصیبوں پہ ہے وے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

رباط کانفرنس میں پاکستان کا اعلیٰ کردار

آپ نے دیکھا وہاں رباط کے اندر دنیا بھر کے مسلمان سربراہ جمع ہو رہے ہیں ادھر عین اسی وقت ہندوستان میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنی شروع کر دی۔ اور ادھر یہ ہے۔ کہ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے درخواستیں دے رہے ہیں اور مسلمان حکمرانوں نے محض ان کی دلجوئی کے لئے ان کو اجازت دے دی اور انہوں نے اپنے وفد کے مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کو بھی لے لیا۔ وہاں پر پاکستان نے واقعی بہت اچھا کردار ادا کیا۔ صدرِ پاکستان نے کہا کہ ہم ان مسلمانوں کے قاتلوں کے ساتھ بیٹھ کر کے اسلامی کانفرنس کے اندر کوئی فیصلہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ اُن کا بہت بروقت مطالبہ تھا اور صحیح مطالبہ تھا حالانکہ اگر ہندوستان کے غریب مسلمانوں کا، مظلوم مسلمانوں کا ہی وفد چلا جاتا تب بھی بات رہ جاتی، کم از کم مسلمانوں کا وفد ہی بھیج دیتے تب بھی ان کی عزت اور لاج رہ جاتی لیکن انہوں نے خباثت کی انتہا کر دی۔

تعلیم جہاد

جہاد عینِ اسلام ہے بیبیو! قرآن کی آیتیں ہیں جو جہاد کے لئے حکم دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (الانفال ۶۰) اپنے اور اپنے اللہ کے دشمنوں پر دھاک بٹھانے کے لئے سامان جنگ اور جہاد کی تیاری کرتے رہو۔ اس وقت سامانِ جنگ اور ہتھیار جو تھے وہ سب سے بڑا ہتھیار گھوڑے اور دوسرے نیزہ اور تلواریں وغیرہ تھیں۔ آج کے سامانِ جنگ بدلے ہوئے ہیں۔ آج کے سامانِ جنگ ہمیں آج کے مطابق رکھنے چاہئیں۔ اور جہاد کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ کوئی وقت آ جائے، کس وقت مسلمانوں کو جہاد کرنا پڑ جائے۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت پر یقین

بہرحال اب چارۂ کار سوائے اس کے کوئی نہیں کہ یہ مسئلہ اقوامِ متحدہ میں پیش کریں (آخری حجت کے طور پر) اس کے بعد ایک دن، ایک مہینہ ایک سال مقرر کریں۔ یا تو یہ ہے کہ مسلمانوں کا بدلہ لیں یا خود ختم ہو جائیں۔ اسلام کی دو ہی تعلیمیں ہیں۔ یا تو مٹ جاؤ یا مٹا دو یا دشمن کا صفایا کر دو یا راہِ خدا میں شہادت پا جاؤ۔ دوسری چیز ہی کوئی نہیں ہے۔ آپ دیکھتے ہیں چودہ سو سالہ تاریخ ہے بلکہ جب سے انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے ہیں، جب بھی کفر سے مقابلہ ہوا اللہ نے مسلمانوں کو نصرت فرمائی۔ بدر یا احد کی بات چھوڑیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعونیوں کے لشکروں کے مقابلے میں کیا طاقت تھی؟ بنی اسرائیل بیچارے چند ہتھے اور لاچار تھے ان کے بچوں کو قتل کر دیا جاتا تھا لیکن اتنی بڑی طاقت کو اللہ نے بحیرہ قلزم میں غوطے دیئے اور بنی اسرائیل کو ان کی آنکھوں کے سامنے بچا باہر کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہے۔ ہمیں رتی بھر شبہ نہیں ہے۔ آپ میدانِ جہاد میں کود دیں گے تو اللہ کی مدد یقیناً شاملِ حال ہوگی —— اور جس کو اس میں شک ہے اس کو مسلمان ہونے کا حق ہی نہیں ہے۔ "ہر کہ شک آرد کافر گردد" اس کے اسلام میں ہی شک ہے۔ بہرحال مسلمان کبھی بھی اگر اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے فرمان پر بھروسہ نہ کرے تو ایک لمحہ کے لئے بھی مسلمان نہیں رہتا۔ ہمیں جہاد کی تیاری کرنا چاہئے اور اسلام کی عزت و آبرو پر آنچ نہ آنے دینا چاہئے۔

ہمارا فریضہ

یہ کام تو حکومت کا ہے

(باقی ص۱۶ پر)

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جدید نظریات کی روشنی میں ایک تحقیقی و معلوماتی مقالہ

محمد طفیل ہاشمی، لاہور

معراج — ایک اعزاز

نبوت کے دس سال بیت گئے۔ آزمائش و ابتلاء کا دور کٹ گیا۔ اس دہ سالہ عہد نبوت میں کون سی تکلیف تھی جو آپ نے خندہ پیشانی سے برداشت نہیں کی، گالیاں دی گئیں، راہ میں کانٹے بچھائے گئے، سر پر کوڑا کرکٹ پھینکا گیا، ظالموں نے پتھر مار مار کر لہو لہان کر دیا۔ گلے میں پھندا ڈالا، پشت پر اوجھڑی رکھی، قتل کی تجویزیں ہوئیں مگر رحمتِ مجسم کے بحرِ بے کراں سے بددعا کی کوئی موج نہ اٹھی۔ جب بھی لبوں کو جنبش ہوئی تو سننے والوں نے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون (الٰہی! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ بے خبر ہے) کے سوا کچھ نہ سنا۔ دس سال کا دورِ تلخ گذر گیا تو خالقِ کون و مکاں نے آپؐ کے اعزاز میں ایک محفل سجائی۔ جو دنیا کی عمر میں ایک ہی بار سجائی گئی۔ اور ایک ہی شخصیت کے لئے سجائی گئی — کائنات کی وسعت سمیٹ دی گئی، زمان و مکان کی بساط لپیٹ دی گئی، زمین گردش کرنے سے رک گئی، سورج نے کمر کھول دی، وقت کی گھڑی خاموش ہو گئی، دروازے کی کنڈی جہاں تک ہل چکی تھی وہیں کھڑی ہو گئی، پانی جہاں تک بہہ چکا تھا وہیں رک گیا، بستر نے ٹھنڈے ہونے کا عمل ترک کر دیا۔ اور آدم علیہ السلام سے لے کر عیسٰی علیہ السلام تک تمام انبیاء آپؐ کے استقبال کے لئے مسجد اقصٰی میں اتر آئے — جہاں امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔ وہاں سے جبرئیل امین اور ملائکہ مکرمین کے جلو میں عالمِ بالا کو روانہ ہوئے۔ سدرۃ المنتہٰی سے ہوتے ہوئے، جنت و جہنم کا مشاہدہ کر کے آگے بڑھے تو حجابات اٹھتے چلے گئے دیدارِ خداوندی سے مشرف ہوئے اور حریمِ ناز پہنچ کر جبینِ نیاز پروردگارِ عالم کے سامنے رکھ دی ؎

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

عبدیت — معیارِ کمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ درجاتِ علیا آپ کی انتہائے عاجزی، کمالِ بندگی اور عبدیت کاملہ کی بدولت نصیب ہوئے اسی لئے واقعۂ اسراء و معراج میں آپؐ کی باقی تمام صفات کو چھوڑ کر عبدیت کی صفت ذکر فرمائی۔ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ اور فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی

علامہ ابن نجیم بحر الرائق میں لکھتے ہیں کہ جب یہ مہمان محترم حریم قدس میں داخل ہوئے تو میزبانِ حقیقی نے ازراہِ لطف فرمایا کہ "میرے لئے کیا تحفہ لائے ہیں؟" آپؐ نے جواب دیا کہ اے مالک الملک! تیرے خزانے میں کس چیز کی کمی ہے کہ اس کی ضرورت ہو — معاً آپ کو ایک چیز یاد آ گئی اور فرمایا ہاں! پروردگارِ عالم میں تیرے دربار میں ایک ایسا تحفہ لایا ہوں جو تیرے پاس بھی نہیں ہے ؎

مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی

اور وہ تحفہ میری عبدیت ہے، کہ تیری ردائے کبریائی میں عبدیت کا کوئی پیوند نہیں۔

نکتہ:۔ قرآنِ حکیم میں کئی انبیاء کے لئے عبدنا استعمال ہوا ہے — مگر عبداللہ فقط دو نبیوں کو کہا گیا ہے ایک حضرت عیسٰی علیہ السلام کو سورۃ مریم میں ہے قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ، اور دوسرے آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سورۃ جن میں ہے وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ اللّٰہِ الآیہ — اور جن دو نبیوں کو عبداللہ کہا گیا انہی کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا۔

اسراء اور معراج

مکہ معظمہ سے مسجدِ اقصٰی تک کی سیر کو اسراء اور وہاں سے سدرۃ المنتہٰی تک اور اس سے بھی آگے کی سیر کو معراج کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے اسراء کا ذکر پندرھویں پارے کے آغاز میں کیا۔ اور معراج کا تذکرہ سورۃ نجم میں فرمایا۔ ان دونوں مسلسل واقعات کو الگ الگ کرنے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ معراج کا ذکر اسراء کے فوراً بعد آ جاتا تو یہ ایہام ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمانوں کی سیر کو تشریف لے گئے تو آسمانوں پر بھی شبِ تار اپنی زلفیں بکھیرے ہوئے تھی حالانکہ رہینِ گردشِ لیل و نہار فقط یہ ارضِ بسیط ہے۔ آسمانوں پر یہ نظام جلوہ فرما نہیں۔ اسی لئے زمینی سفر کے بارے میں فرمایا "پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجدِ اقصٰی تک لے گئی" لیکن آسمانی سیر روز و شب کے ذکر سے خالی ہے۔

بیداری ہے یارب! یا کہ خواب؟

جمہور اہلِ اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سیر جسدِ عنصری کے ساتھ بیداری کی حالت میں کرائی گئی۔ اصح اور اکثر روایات میں یہی ہے کہ معراج محض کوئی روحانی کیفیت نہیں تھی بلکہ بعض روایات میں صاف طور پر یہ الفاظ ہیں۔ ثُمَّ اَصۡبَحۡتُ بِمَکَّۃَ یا ثُمَّ اَتَیۡتُ بِمَکَّۃَ (پھر صبح کے وقت میں مکہ میں پہنچ گیا)، نیز اگر معراج کی حیثیت ایک خواب سے زیادہ نہ تھی تو کفارِ مکہ کا بیت المقدس کے تعمیری ڈھانچہ کے بارے میں سوال کرنا اور قافلوں کی آمد کے بارے میں پوچھنا بے معنی تھا اور آپ کا اس کے لئے پریشان ہونا بلاوجہ اور جبریل امین کا آپ کے سامنے بیت المقدس کا نقشہ پیش کرنا لاحاصل تھا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَقَدۡ رَاَیۡتُنِیۡ فِی الۡحِجۡرِ وَقُرَیۡشٌ تَسۡاَلُنِیۡ عَنۡ مَسۡرَایَ فَسَاَلَتۡنِیۡ عَنۡ

أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كَرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: میں حجر میں تھا کہ قریش مجھ سے اسراء کے بارے میں سوال کرنے لگے۔ انہوں نے بیت المقدس کی کئی چیزوں کے بارے میں پوچھا جو مجھے یاد نہ تھیں تو مجھے اتنی پریشانی ہوتی کہ اتنی پریشانی اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تو اللہ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا وہ جو کچھ پوچھتے میں دیکھ کر اس کا جواب دے دیتا۔

جن روایات میں یہ مذکور ہے کہ یہ سیر جسدِ عنصری کے ساتھ نہیں ہوئی بلکہ معراج کا واقعہ خواب کی حالت میں پیش آیا تو ان کے راوی "شریک" ہیں۔ جن کا حافظہ خراب تھا۔ اور امام مسلم نے اُن کے بارے میں فرمایا — قَدَّمَ وَ أَخَّرَ وَ زَادَ وَ نَقَصَ (شریک نے باتیں آگے پیچھے کر دیں۔ اور کمی و اضافہ کا بھی مرتکب ہوا) نیز شریک کی روایت کا ایسا مطلب بھی لیا جا سکتا ہے جو صحیح اور صریح روایات کے مخالف نہ ہو۔

لہٰذا صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیداری کی حالت میں جسدِ عنصری کے ساتھ مکہ معظمہ سے مسجدِ اقصیٰ تک اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور وہاں سے نہ جانے کہاں تک تشریف لے گئے اور یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

مقامِ عبرت — عالمِ مثال اس سفر کے دوران میں آپ نے عالمِ مثال کے بے شمار عجائبات کا مشاہدہ فرمایا جن میں سے چند ایک عبرت پذیری کے لئے درج کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ آپؐ نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہرے اور سینے ناخنوں سے چھیل رہے تھے۔ آپ نے جبریل امین سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ جبریل نے جواب دیا۔ "یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو دوسروں کی غیبت کرتے اور ان کی آبرو پر حرف گیری کرتے تھے۔

۲۔ آپؐ نے ایک شخص دیکھا جو نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر چبا چبا کر کھا رہا ہے۔ آپؐ کے استفسار پر جبریلؑ نے فرمایا کہ یہ سود خور ہے۔

۳۔ پھر آپؐ نے ایک جماعت دیکھی جس کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں لیکن چند لمحے بعد پھر پہلے کی طرح ہو جاتے ہیں اور پھر کچلے جاتے ہیں آپؐ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے جواب دیا۔ "یہ آپؐ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو فرض نماز میں سستی کرتے تھے۔

۴۔ پھر آپؐ کا گذر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو جانوروں کی طرح چرتے تھے۔ ان کی شرمگاہ پر آگے پیچھے چیتھڑے بندھے ہوئے تھے اور وہ جہنم کی خار دار جھاڑیاں اور کانٹے کھا رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ امین نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے۔

۵۔ پھر آپؐ نے کچھ ایسے افراد دیکھے جن کے پاس ایک ہانڈی میں پکا ہوا خوشبودار گوشت ہے اور دوسری میں کچا، گلا، سڑا اور بدبودار۔ وہ لوگ دوسری ہانڈی سے کھا رہے ہیں۔ آپؐ کے پوچھنے پر جبریل امین نے بتایا کہ یہ آپؐ کی امت کے وہ مرد ہیں جو حلال بیوی چھوڑ کر کسی زانیہ اور اور فاحشہ کے پہلو میں رات گذارتے ہیں۔ اور وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہر چھوڑ کر غیر مردوں کے لئے سامانِ عیش بنتی ہیں۔

۶۔ چلتے چلتے آپ کو سرِ راہ ایک لکڑی نظر آئی جو ہر آنے جانے والے کے کپڑے پھاڑ دیتی ہے۔ آپ نے جبریلؑ امین سے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ جبریلؑ نے بتایا کہ یہ آپؐ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستے میں چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے جانے والے پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور سامان چھین لیتے ہیں۔

۷۔ آپؐ نے ایک شخص دیکھا کہ اس نے لکڑیوں کا اتنا بھاری گٹھا جمع کر رکھا ہے کہ اُسے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مگر اور لکڑیاں لا لا کر جمع کر رہا ہے۔ آپؐ کے استفسار پر جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپؐ کی امت کا وہ آدمی ہے کہ جس کے ذمہ پہلے ہی خالق و مخلوق کے اتنے حقوق ہیں کہ انہیں ادا نہیں کر سکتا مگر اور بوجھ اپنے اوپر لادتا جاتا ہے۔

۸۔ آپؐ نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ جب کٹ جاتے ہیں تو پھر پہلے کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کاٹے جاتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ امین نے بتایا کہ یہ آپؐ کی امت کے واعظ اور خطیب ہیں جو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں مگر خود نہیں کرتے اور دوسروں کو برائی سے روکتے ہیں مگر خود باز نہیں آتے۔

معراج اور علمِ جدید موجودہ سائنس نے معجزات و خوارق کے سمجھنے میں بہت مدد دی ہے سائنس جس قدر ترقی کرتی جا رہی ہے اسلام کی حقانیت کے دلائل روشن ہوتے جا رہے ہیں۔ سائنس اس حقیقت پر یقین رکھتی ہے کہ سرعتِ حرکت کی کوئی حد نہیں۔ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور سورج جس کا قطر آٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار میل ہے اور زمین سے بارہ لاکھ گنا بڑا ہے، اپنے تمام سیاروں کو لئے ہوئے ایک عظیم کہکشانی نظام کے اندر چھ لاکھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گردش کر رہا ہے۔ موجودہ سائنس کی تحقیقات پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات اور واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اپنی اختراعات کے باعث ہزاروں میل کا سفر چشم زدن میں طے کر سکتا ہے۔ چاند پر پہنچنے والے خلائی طیارہ نے بعض جگہ ہزاروں میل فی سیکنڈ کی رفتار سے پرواز کی۔ نیویارک میں سٹیٹ بنک کی عمارت کی ایک سو دو منزلیں ہیں اور یہ عمارت بارہ سو پچاس فٹ بلند ہے۔ اس کی آخری منزل پر پہنچنے کے لئے لفٹ کے ذریعہ صرف تین منٹ لگتے ہیں۔ جس قادرِ مطلق نے یہ چیزیں پیدا کیں اور انسان کو اتنی عقل دی کہ انسانی دستِ تنگ و تاز دامن ماہتاب

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

پاکستان کے چند معاشی اور اخلاقی مسائل

- اسلامی قوانین - اسلامی معاشیات - انسانی حقوق
- بیت المال کا قیام - ویلفیئر سٹیٹ - دفاع پاکستان
- علماء کا احترام - وحدتِ اسلامی

میاں محمد عمر صاحب لائل پور

پاکستان میں ان دنوں صرف معاشی اور اقتصادی مسئلہ ہی درپیش نہیں ہے تہذیبی اور اخلاقی مسائل بھی سامنے ہیں اور ان پر مختلف حضرات اپنے اپنے انداز کے مطابق اظہار خیال کر رہے ہیں۔

ہمارے محترم بھائی میاں محمد عمر صاحب چنیوٹ اور لائل پور کے صنعتی اور تجارتی حلقوں میں جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ انہوں نے پاکستان کو پیش آمدہ مسائل پر اظہار خیال کیا ہے۔ وہ اپنے فانی الضمیر کے اظہار کے لئے اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہ صرف ہمارا اصرار ہے کہ موافق و مخالف ہر شخص کو اپنے افکار و نظریات پیش کرنے چاہئیں تاکہ بحث و تمحیص کے بعد اچھی اور قابل عمل تجاویز لوگوں کے سامنے آ سکیں اور عملی اقدامات کے دروازے کھل سکیں!

میاں صاحب کے "افکار و نظریات" سے اگر کسی کو اختلاف ہو اور کوئی ان سے اچھی تجاویز پیش کر سکیں تو "خدام الدین" کے صفحات ان کے لئے حاضر ہیں۔ ہمارا مقصد قوم کے معاشی اور اخلاقی مسائل کی اصلاح کے ماسوا اور کچھ نہیں ہے۔ اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ (ادارہ)

پاکستان جن مقاصد کی تکمیل کے لئے معرضِ وجود میں آیا تھا۔ محتاج وضاحت نہیں ہیں۔ ہمارا منشاء صرف یہ تھا کہ مسلمان چونکہ انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی میں اپنی معاشی اور معاشرتی ترقی نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی تہذیب و تمدن اور اخلاق و کردار محفوظ رہ سکتا ہے۔ ان اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے پاکستان کے نام پر عظیم اسلامی سلطنت معرض وجود میں آئی۔

اس مملکت کے وجود کا مقصد یہ تھا کہ یہاں پر اسلامی قوانین رائج کئے جائیں گے اخلاقی مجرموں کو شریعت اسلامیہ کے مطابق سزائیں دی جائیں گی۔ چوروں ڈاکوؤں اور زانیوں کو اسلامی تعزیرات کے مطابق سخت سزا کا مستوجب ٹھہرایا جائے گا۔ اور مملکت کو ہر قسم کے اخلاقی جرائم سے پاک کر کے ایک خوشحال اور امن و سلامتی والی مملکت بنایا جائے گا۔

اس مملکت میں صرف اسلامی قوانین رائج نہ ہونے کے باعث ہمارے لئے سخت مشکلات پیش آ رہی ہیں اور پریشانیاں بڑھ رہی ہیں۔ اگر اسلامی شریعت کے مطابق چور کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں تو اس کی گردن بچ سکتی ہے۔ آج چوروں اور ڈاکوؤں کو برموقع پکڑتے وقت گردن اڑا دینے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دینے کی نوبت آ رہی ہے۔

ہم شریعت اسلامیہ کے مطابق زانی کو سنگسار کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ لیکن زنا کے باعث ہزاروں لاکھوں انسان قتل ہو رہے ہیں۔ اور ایسے ایسے خطرناک حالات رونما ہو رہے ہیں کہ خدا کی پناہ!

اگر ہم اسلامی شریعت کے نفاذ کے لئے محنت اور کوشش کرتے اور اپنی ساری توجہ اسلامی قوانین رائج کرنے پر صرف کر دیتے تو یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں ہمارا ملک ایک عظیم مثالی مملکت کی حیثیت اختیار کر جاتا۔ مگر افسوس کہ ہم ایک عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک اپنی منزل مراد کو نہیں پا سکے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم پاکستان میں جلد اسلامی قوانین رائج کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہمارے جتنے مسائل الجھے ہوئے ہیں وہ صرف اسلام کی بدولت حل جائیں گے۔ اور یہ مملکت امن و سکون اور سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔

اسلامی معیشت

پاکستان میں ان دنوں انسان کے معاشی مسئلہ پر خوب بحث ہو رہی ہے۔ کوئی اس کا حل کمیونزم قرار دیتا ہے اور کوئی سوشلزم! لیکن پاکستان کی اکثریت چونکہ مسلمانوں کی ہے اس لئے وہ اس کا حل صرف "اسلام" کو قرار دیتے ہیں۔

اصل مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہم خداوندِ قدوس کے نظام ربوبیت کو ذہن نشین کر لیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں ساری کائنات کا خالق ہوں۔ اور اور مخلوق کو روزی دینا اور ان کے پیٹ کا مسئلہ حل کرنا یہ میرے ذمہ ہے۔ اس لئے فرمایا گیا وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ۔ کہ تمہارا آسمان میں ہے۔ یعنی کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ رزق میری محنت اور کوشش سے مہیا ہوتا ہے اور جس شخص کے وسائل و ذرائع اچھے ہوں گے۔ اسے رزق بھی اچھا اور عمدہ میسر آ جائے گا۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ دنیا میں بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں۔ جن کے پاس دولت اور سرمایہ کی فراوانی ہوتی ہے۔ کاروبار کے ذرائع ان کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔ زمین موجود ہوتی ہے، کاشت کی جاتی ہے۔ زمین میں بیج بویا جاتا ہے۔ لیکن ان وسائل و ذرائع سے رزق کا حاصل ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

اگر دنیا میں رزق کا حاصل ہونا اسباب و ذرائع کے ساتھ ہو تو لوگ سرمایہ لے کر مارے مارے نہ پھریں اور کاروبار نہ چلنے کا رونا کیوں روئیں۔؟ اگر رزق صرف زمین سے حاصل ہوتا ہے اور اس کا دارومدار صرف مادی اسباب و ذرائع پر ہی ہے تو پھر جو کاشت کار بھی زمین میں بیج بوتا ہے۔ اس سے بے پناہ رزق ضرور ملنا چاہیئے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کسان اور کاشت کار زمین میں ہل چلاتا ہے۔ بیج ڈالتا ہے اور ایسے حالات پیش آ جاتے ہیں کہ اس کی ساری محنت اکارت چلی جاتی ہے اور وہ روتا پیٹتا رہ جاتا ہے کہ میں نے بڑی محنت سے کام کیا تھا۔ لیکن نتیجہ کچھ بر آمد نہ ہوا۔ ان اسباب و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حقیقت میں رزق کی ساری باگ ڈور خداوند قدوس

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

بیت المقدس

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احتجاجی جلسہ

آج عالم اسلام کے ہر ہر گوشہ میں بیت المقدس کے سانحہ سے متعلق مسلمان اپنے رنج وغم کا اظہار کر رہے ہیں ہماری بہت بڑی سعادت ہے، اور ہمارا فرض تھا اور ہے کہ ہم اس احساس میں شریک ہوں اور مسلمانوں کی آوازوں میں جو ان کے قلب کی گہرائیوں سے بلند ہو رہی ہے ہم اپنی نحیف و ناتواں آواز بھی شامل کر دیں، آج ہمارا دل زخمی ہے۔ ہمارے جگر اور سینے داغ داغ ہیں، ہمارے لیے بڑی بے ہمتی کا مقام ہے کہ ہمارا یہ مقدس مقام ہمارے ہاتھوں سے نکل کر ان ظالم، غاصب اور انسانیت دشمن مجرمین کے ناپاک ہاتھوں کے تصرف میں ہے جن کو پوری انسانیت سے کینہ ہے کوئی بھلا انسان نظر نہیں آتا، اور جن کو ساری انسانیت ظالم، نا اہل اور بد فطرت نظر آتی ہے اور جن کے اندر خیر سگالی، خیر خواہی، اور انسانیت دوستی کا کوئی جذبہ نہیں۔ ایک شہزادے کو کسی ذلیل انسان سے جس طرح سزا دلوائی جائے، اسی طرح ہم مسلمانوں کو اس ذلیل قوم سے ہماری بداعمالیوں کی سزا دلوائی گئی، یہ درحقیقت ہماری ان بے وفائیوں کی سزا ہے جو ہم نے مسلمان طاقتوں سے روا رکھیں بہرحال ہم سے قصور ہوا اور ہم اللہ سے عفو کے طالب ہیں!

بیت المقدس کی دینی اہمیت، اس کا تقدس اللہ کے یہاں اس کا با عظمت اور قابلِ احترام و تعظیم ہونا، اس کی پچھلی تاریخ اور انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں اور دعوتوں سے اس کا تعلق اور مسلمانوں کی اس سے اعتقادی، روحانی اور جذباتی وابستگی، یہ سب وہ حقائق ہیں جن کے بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

آپ سب کو معلوم ہے کہ جب تک بیت اللہ کے آخری نبی اور آخری اُمت کے لیے، آخری طور پر قبلہ مقرر نہیں ہوا تھا، عظیم اور عمیق حکمتوں کی بناء پہ جو اس میں پنہاں تھیں بیت المقدس ہی مسلمانوں کا قبلہ رہا، صحاح کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بعد سولہ سترہ مہینے تک اس عصر کے مسلمانوں نے جن کو اللہ کے آخری نبی کی صحبت کا شرف حاصل تھا اللہ کے حکم سے اور نبی کے عمل کے مطابق اسی قبلۂ اولیٰ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی اور بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہی مسلمانوں کا قبلہ ہوگا۔ حالانکہ خانہ کعبہ کی ازلی و ابدی مرکزیت اس کی قدامت اور مومنین اولین اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے ساتھ جذباتی تعلق کی بنا پر علم الٰہی میں یہ مقدر ہو چکا تھا کہ اصل قبلہ خانہ کعبہ ہی ہوگا۔

اس میں جہاں اور بھی بہت سی حکمتیں تھیں اور مفسرین و متکلمین نے جس کی طرف اشارے کئے ہیں، میرے خیال میں اس میں یہ حکمت بھی پنہاں تھی کہ تقدیر الٰہی میں اس مقام کو مذہبی قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرنے والا بننا تھا آسمانی شریعتوں کے حاملین کا سب سے بڑا معرکہ یہیں پیش آنے والا تھا، مادیت کا مظہر اعظم، اور دجل کی ساری طاقتوں کو مجتمع کرنے والے دجال سے اسی سرزمین میں معرکہ پیش آنے والا تھا، اس لیے مناسب تھا کہ جس امت کو اس دنیا کی امامت و سیادت سپرد ہونے والی تھی، اس کا اس سرزمین سے ایسا لافانی اور روحانی تعلق پیدا کر دیا جائے کہ ان کو اپنی ذمہ داری ہمیشہ یاد آتی رہے، اور اس کی حفاظت کو ہمیشہ اپنا فرض سمجھتے رہیں حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ہی اس امانت کی بہتر حفاظت کر سکتے ہیں دوسری ملتوں کے ساتھ جن کا ان مقامات مقدسہ سے اعتقادی اور مذہبی تعلق ہے ان کے ساتھ صحیح انصاف کر سکتے ہیں اور سب کی رعایت کر سکتے ہیں۔

بیت المقدس کی تعمیر خانہ کعبہ کی تعمیر کے چالیس برس بعد حضرت اسحٰقؑ نے کی تھی، پھر ان کے بعد ان کی اولاد نے اس کی حفاظت کی اور اس کو اپنے سینے سے لگائے رکھا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ آیا، تو انہوں نے ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر کی۔ اس کے بعد اللہ کے آخری نبی کا زمانہ آیا تو مناسب سمجھا گیا کہ سفرِ معراج میں اس کو ایک منزل قرار دیا جائے تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ پچھلی نبوتوں اور اس نبوت کے درمیان کوئی خلا نہیں، یہ ایک زنجیر مسلسل ہے جس کی تمام کڑیاں ایک دوسرے میں پیوست ہیں۔ حکمتِ الٰہی کا تقاضا تھا کہ جب اللہ کا آخری نبی اس کی دعوت مقامِ قرب میں تشریف لے جائے تو اس مقام سے گزرتا ہوا جائے جس کا تعلق تمام انبیاء سے رہا ہو اور جو ان تمام امانتوں کی امین ہے جس کے متعلق قیامت تک کے لیے فیصلہ ہے کہ قوموں کی تاریخ میں اس کو بہت بڑا کردار ادا کرنا ہے چنانچہ اللہ نے اس مقام کو وہ شرف بخشا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پڑے براق کو باندھا اور تمام انبیاء کی امامت فرمائی اس کے بعد آسمان پر تشریف لے گئے اور معراج سے مشرف ہوئے۔

خلافتِ راشدہ

پھر خلافت راشدہ کا زمانہ آیا تو اللہ نے یہ فیصلہ کیا کہ دنیا اور نسل انسانی کی حفاظت ان کی صحیح رہنمائی اور ان میں صحیح زندگی پیدا کرنے کا کام ان سے لے تو اللہ تعالیٰ نے ایک علامت کے طور پر بیت المقدس کو مسلمانوں کے حوالہ کیا اس لیے کہ "بیت المقدس پر قبضہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کو اس قوم سے محبت ہے اور اللہ نے اس کو دنیا کی امانت و قیادت کا اہل سمجھا ہے"

اور اس کی عظمت کا تقاضا تھا کہ عام شہروں کی طرح زورِ بازو اور قوت شمشیر سے اس کو مسلمانوں کے قلمرو میں شامل نہ کیا جائے بلکہ خلیفۃ المسلمین امیر المومنین نائب رسولؐ اور اس وقت دنیا کا سب سے افضل انسان حضرت عمرؓ بن الخطاب اس کے لیے سفر کر کے جائیں اور

…ی غاصبوں کے قبضہ میں؟

…ہماری "بداعمالیوں" اور "خلافتِ عثمانیہ" سے غداری کی سزا … ہے

…ر ملین مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تقریر
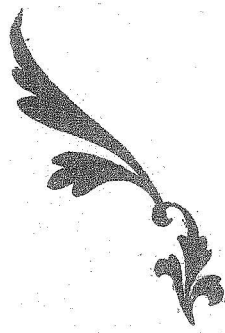
براہ راست اپنے دست مبارک سے اس کی کنجی لیں۔

حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کے لیے جو اہتمام فرمایا وہ اس کی عظمت وتقدس کا تقاضا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ تنہا وہاں کے امراء و پادریوں کی درخواست کی اتنی وقعت نہیں تھی کہ اس کے لیے خلیفہ ثانی مرکز خلافت کو چھوڑ دیں اور نوزائدہ اسلامی سلطنت کے لیے خطرہ مول لیں۔ اس کے علاوہ حضرت عمرؓ نے کسی اور شہر پر قبضہ کرنے کے لیے ایک قدم بھی نہیں اٹھایا۔ (آپ نے شام کا ایک اور سفر بھی کیا لیکن وہ سیاسی اور انتظامی ضرورتوں کے لیے تھا۔

پھر اس کے بعد مسلمانوں کی حکومت میں انقلاب آتے رہے، بنو امیہ اور بنو عباس کی خلافتیں قائم ہوئیں، اس زمانہ میں اس کا کوئی سوال ہی نہیں تھا کہ بیت المقدس پر کسی کا قبضہ ہو لیکن مسلمانوں کے زوال کا ایک دور ایسا بھی آیا جس میں یورپ کی اسرائیلی طاقتوں نے بیت المقدس پر اپنا قبضہ کرنے کے لیے اپنی پوری طاقت صرف کر دی، بیت المقدس سے ان کے بھی مذہبی جذبات وابستہ تھے۔ ان میں جوش پیدا ہوا اور صلیبی جنگوں کے عنوان سے طویل اور خونریز معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہوا یہ ایک سیلاب تھا جو عالم اسلام کی طرف امڈا جس کی زد میں اور مقامات کے ساتھ بیت المقدس بھی آگیا اور انہوں نے اس پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمانوں کے خون کے دریا بہا دیئے ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا اور اتنی خونریزی کی کہ عیسائیوں کے گھوڑے گھٹنوں گھٹنوں اس خون میں چلتے تھے اور لوگ اس میں پھسل پھسل کر گرتے تھے عالم اسلام کے لیے یہ اتنا بڑا

سانحہ تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی راتوں کی نیند حرام ہوگئی، خاص طور پر اللہ نے جنہیں دینی حمیت کا جوہر عطا فرمایا تھا مسلمان حکمرانوں میں سب سے سلطان نورالدین زنگی ان کے والد اتابک محمود زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی پیش پیش تھے ان کا یہ احساس اور عقیدہ تھا کہ۔

"ایسی زندگی ہمارے لیے حرام ہے جس میں بیت المقدس ہمارے قبضہ میں نہ ہو۔" بیت المقدس کی بازیابی کی مہم شروع ہوئی اور تقریباً نوے برس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی کو اس میں کامیابی ہوئی انہوں نے بیت المقدس کو عیسائیوں کے ہاتھ سے نکالا وہاں جمعہ کی نماز ہوئی اور وہاں نورالدین زنگی کا تیار کرایا ہوا محراب رکھا گیا تو عالم اسلام میں خوشی کے شادیانے بجے لوگوں نے ایک دوسرے کو مبارکبادیں دیں اور شعراء نے قصیدے کہے اور شاید عالم اسلام میں ایسی خوشی کبھی نہ منائی گئی ہوگی۔

فتح قسطنطنیہ

عہد عباسی کے زوال کے بعد جب قسطنطنیہ فتح ہوا اور خلافت اسلامیہ کا مرکز بنا اس وقت سے ترکی سلطان خادم حرمین شریفین ہوا کرتا تھا، وہیں اس کے لیے ایک بہت بڑے شرف کی بات یہ بھی تھی کہ وہ بیت المقدس کا خادم بھی ہوا کرتا تھا ترکوں نے ہمیشہ اس کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور دل و جان سے اس کی حفاظت کی، یہاں تک کہ جب ترکی سلطنت زوال کا شکار ہوئی اور سلطان عبدالحمید خاں کا زمانہ آیا تو یہودیوں نے سلطان پر ڈورے ڈالنے شروع کئے اور بڑی سے بڑی رشوت جو ہو سکتی تھی پیش کی، لیکن سلطان کو اللہ نے وہ غیرت ایمانی دی تھی جو صدیوں میں کسی کو ملا کرتی ہے انہوں نے بڑی نفرت اور تحقیر کے ساتھ اس سے انکار کر دیا اور ایک موقع پر فرمایا۔

"خدا کی قسم! بیت المقدس کی خاک کی ایک مٹھی ان تمام رشوتوں اور بڑی بڑی شاہانہ پیش کشوں سے مجھے زیادہ عزیز ہے۔"

یہودیوں نے پیش کش کی تھی کہ وہ سلطنت عثمانیہ کا سارا قرضہ ادا کر دیں کے جو کروڑوں سے زیادہ تھا ساتھ ہی انہوں نے سلطان کو سبز باغ دکھائے اور سیاسی رشوتوں کی پیش کش کی، لیکن انہوں نے بڑی ذلت و حقارت کے ساتھ ان کو نکلوا دیا۔

یہ بات تاریخ کی روشنی میں آگئی ہے کہ سلطان عبدالحمید خان کی معزولی میں بہت بڑا ہاتھ یہودیوں کا تھا، وہ سلطان کو رام کرنے میں ذلیل و ناکام ہوئے تھے انہوں نے قسم کھائی کہ سلطان سے انتقام لینا ہے اور تخت خلافت سے اتارنا ہے چنانچہ دونمہ کے لوگ ترکی کے بعض حصوں میں رہنے والے نو مسلم یہودی اور عیسائی اپنی سازش میں کامیاب ہوگئے۔ انہوں نے تعلیم یافتہ طبقہ اور انجمن اتحاد و ترقی کے ذمہ داروں کو سلطان کے خلاف بھڑکا دیا اور ترک پارلیمنٹ سے ان کی معزولی منظور کرالی، پارلیمنٹ کا فیصلہ سنانے کے لیے سلطان کے پاس تین آدمیوں کا جو وفد آیا ان میں ایک یہودی بھی تھا، سلطان نے ان لوگوں کو اپنے احسانات یاد دلائے اور ان سب نے سر جھکا دیا یہودی ذرا پیچھے کھڑا تھا اور سلطان کا رعب ایسا تھا کہ جیسے کوئی شیر پنجرے میں ہو۔ سلطان نے اس یہودی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ۔

"اس ناپاک اور نجس کا یہاں کیا کام؟ یہ یہاں کیوں آیا؟"

یہ کہنا تھا کہ وہ گھبرا کر ایسا بھاگا جیسے کسی کتے پر لکڑی اٹھائیں اور وہ بھاگ جائے بہرحال سلطان خلافت سے معزول کر دیئے گئے۔

۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک ہونے والی جنگ عظیم اول میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا، اس وقت بھی یہودیوں کی ریشہ دوانیاں جاری رہیں، انہوں نے جرمنی کے قیصر ولیم کو تیار کیا اور اس نے خود قسطنطنیہ کا سفر کیا اور ترکی کے ذمہ داروں کو اس پر آمادہ کرنا چاہا

کہ ایک چھوٹی سی جگہ میں یہودیوں کو وطن بنانے کی اجازت دیں لیکن ترکی کے تجدد پسند بھی اس کے لیے تیار نہ ہوئے ان کو اندازہ تھا کہ عالم اسلام اس کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔

فلسطین

یہود جب ادھر سے مایوس ہوگئے تو انہوں نے برطانیہ کا رخ کیا اور ان سے وعدہ کرا لیا کہ ہم جنگ میں آپ کا ساتھ دیں گے اور جنگ میں کامیابی کے بعد فلسطین میں ہمیں وطن بنانے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ اس مجرم فطرت قوم نے اس کا وعدہ کر لیا، جس کی پوری تاریخ داغ دار ہے، جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی جرائم پیشہ ظالم ذلیل، احسان فراموش اور غدار قوم نہیں گذری اور نہ گذرنے کی امید ہے۔ جس کو انگریز یا برطانوی قوم کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک ایک فرد اس قابل ہے کہ ساری انسانیت مدعی بنے اور یہ مدعا علیہ بنیں، ایک ایک انگریز کو پھانسی پہ چڑھا کر اور ان کی پوری کی پوری تاریخ سنا سنا کر ان کی پچھلی نسلوں کا بدلہ بھی لیا جائے اس بدبخت اور خبیث قوم نے وطن الیہود کے منصوبے کو قبول کیا اور "اعلان بالفور" کے نام سے اس کی اجازت دی کہ وہ دنیا کے تمام خطوں سے آ آ کر فلسطین میں آباد ہوں اور اس کو اپنا قومی وطن بنائیں اور عربوں کی بدقسمتی کہ یہی زمانہ مسلمانوں اور عربوں کے زوال کا تھا اور بجائے اس کے کہ وہ ترکوں کا ساتھ دیتے جو اخلاقاً عرفاً اور سب سے بڑھ کر شرعاً ان کا فرض تھا، ترکوں میں خواہ کتنی بھی خرابیاں تھیں بہرحال وہ کلمہ گو مسلمان تھے، انہوں نے چار سو برس تک اسلام کا جھنڈا یورپ کے قلب میں گاڑے رکھا اور مسلمانوں کی عزت و آبرو ان کے دم سے قائم تھی انہوں نے عربوں کو اپنے سر پہ بٹھائے رکھا اور آنکھوں میں جگہ دی، اپنی عقیدت کے غلو میں ان کو پیرزادہ اور پیغمبر زادہ بنا کر رکھا لیکن جب وقت آیا تو انگریز عربوں کو ملانے میں کامیاب ہوگئے۔ انہوں نے ترکوں کے ساتھ غداری کی یہ وہ وقت تھا جب تقدیر الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اب مسلمانوں کو عرصہ تک ذلت پر ذلت اٹھانی پڑے گی، اور مسلمان اس زمانہ میں عزت نہیں پا سکتے۔ یہ اتنا بڑا گناہ اکبر اور مہا پاپ تھا کہ اللہ نے اب تک اس کو معاف نہیں کیا، اس کی سزا انہیں اب تک مل رہی ہے۔

عربوں کو اس غداری کا یہ انعام ملا کہ فلسطین پہ برطانیہ کا انتداب اور سیریا، لبنان پر فرانس کا انتداب قائم ہو گیا اور وہ جب وہاں سے اٹھے تو فلسطین کو برائے نام مسلمانوں اور اصلاً یہودیوں کے حوالے کر گئی جس کے نتیجہ میں خونریز خانہ جنگی کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا لیکن رفتہ رفتہ مسلمانوں کا جذبہ سرد ہوتا گیا، یہ ایک لمبی جنگ تھی، جس کے لیے بہت صبر و تحمل کی ضرورت تھی اور افسوس کہ مسلمانوں میں ہمیشہ اس کی کمی رہی، مسلمان سو گئے اور یہودی بیدار رہے، ان کے مہاجرین کا سیلاب وہاں آتا رہا اور ان کا ایک طاقتور مرکز قائم ہو گیا۔

۱۹۴۸ء میں عرب کچھ جاگے، ان کی سات حکومتوں نے مل کر یہودیوں پہ حملہ کیا لیکن عربوں میں صحیح معنوں میں اتحاد اور خلوص نہیں تھا اس نازک موقع پہ۔

"ایمان عرفان خلوص اور جذبہ قربانی کی گراں مایہ طاقت لے کر اخوانی مجاہدین میدان میں آئے"

حسن البنا شہید نے اعلان کیا کہ ہم پچاس ہزار سپاہی میدان جنگ میں لا سکتے ہیں اور انہوں نے رضا کار دستوں کی تنظیم کی۔

اس وقت برطانیہ و امریکہ کے کان کھڑے ہوئے کہ جو قیادت پچاس ہزار جاں باز مجاہد دے سکتی ہے، وہ کیا نہیں کر سکتی، اسی وقت مصری قیادت کو بھی ان کی طاقت کا احساس ہوا اس وقت سے اب تک مخلص مجاہدین کی یہ تنظیم یہودیوں اور استعماری طاقتوں کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا شکار ہے

اخوان نے واقعۃً اپنے سپاہی میدان میں بھیجے اور اس کو سبھوں نے تسلیم کیا ہے کہ صحیح طور پہ اور بے جگری سے جنگ کرنے والے صرف اخوانی سپاہی تھے یہاں تک کہ وہ وقت آیا جب تل ابیب تھوڑی دور رہ گیا اور سامنے نظر آنے لگا، عین اس وقت پیچھے سے ڈوری کھینچ لی گئی، ملک عبداللہ جو اس وقت عرب فوجوں کے سپریم کمانڈر تھے انہوں نے جنگ بندی کا اعلان کر دیا اور مجاہدین تڑپ کر رہ گئے۔

مجھے خود ان لوگوں نے سنایا ہے کہ جو اس معرکہ میں شریک تھے اور ابھی زندہ ہیں کہ انہوں نے خوشامد کی کہ چند گھنٹوں کی مہلت دے دی جائے تو ہم ہمیشہ کے لیے یہ قصہ ہی پاک کیے دیتے ہیں۔ لیکن جنگ بند ہو گئی۔ اس وقت سے فلسطین کا قضیہ الجھا ہے تو آج تک نہیں سلجھ سکا۔

بڑی طاقتوں کو یہی منظور تھا کہ عربوں کے سینے میں ایک میخ ٹھونک دیں اور ان کو مجبور کر دیں کہ ان کے چشم و ابرو کے اشارے کے بغیر دم نہ مار سکیں، یہ بڑی طاقتوں کی انتہائی خباثت، انتہائی درندگی انتہائی سفاکی اور انتہائی بے رحمی تھی بلکہ اس جرم کے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے الفاظ ناکافی ہیں۔

پھر ۵ جون کا معرکہ پیش آیا، جس میں عربوں کی قیادت اتنی کمزور، ملک فروش اور دینی جذبات سے عاری تھی کہ وہ کسی طرح یہودیوں کے نوخیز اور ولولہ سے بھرپور طاقت کی حریف نہیں ہو سکتی تھی۔ وہاں وہ طاقت تھی جس کا یقین تھا کہ ہم کو ارضِ موعود مل کر رہے گا۔ جو ہر ہر قدم پہ توریت کے احکام دیکھتی تھی، دوسری طرف لوگ ہر ہر قدم پہ اپنے آقاؤں کو دیکھتے تھے، یہود نے یہ طے کر لیا تھا کہ ایک مرتبہ تو زور کا حملہ کرنا ہے، نتیجۃً کچھ بھی ہو بعد میں دیکھا جائے گا، حقیقت پسند طاقتوں کی ہمیشہ یہ سیاست اور ان کا طرز عمل رہا ہے

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

اگر آدمی انتظار کرتا رہے کہ سب لوگ اجازت دیں اور کہیں کہ اب کچھ حرج نہیں تو وہ کبھی کوئی اہم قدم نہیں اٹھا سکتا اور عربوں نے ہر موقع پر کبھی اپنے آقائے اول امریکہ کو دیکھا، اس کے بعد آقائے دوم روس کی طرف، اسی وجہ سے اتنی بڑی طاقت ہونے کے باوجود کچھ بھی نہ کر سکے۔

بہرحال جو کچھ پیش آنا تھا آ چکا، ہم کو اس کا سخت صدمہ ہے ہم ایک طرف یہ کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمان بیدار ہوں ان میں صحیح دین

(باقی ص۲۱ پر)

درس قرآن

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب واہ کینٹ —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۷)

خواب تو دیکھا عزیز مصر نے بھی حالانکہ وہ اس وقت غیر مسلم تھا۔ لیکن تعبیر جو بتلائی وہ یوسف علیہ السلام نے بتلائی —— نبی اور غیر نبی کے خوابوں میں فرق ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب، اولیاء اللہ کے خواب، نیک انسانوں کے خواب روحانیت سے پُر ہوتے ہیں۔ ان میں وہ وہ مدارج، وہ وہ عطایا ہوتی ہیں جو غیر نبی کے خواب میں نہیں ہو سکتیں ——

سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب کے مسئلے پر پورا عبور حاصل تھا اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت ملنے سے پہلے جو چھ مہینے خواب آئے وہ تو بالکل سچے خواب تھے۔ جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) خواب میں دیکھتے تھے، صبح اس کا ظہور ہو جاتا تھا۔ نبوت کے بعد بھی امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آنے والے حالات کا القاء ہوا، خواب کے ذریعے۔ اس کی میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ (بخاری میں موجود ہے) کہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضرت انس بن مالک رضؓ کی پھوپھی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ان کا کچھ رشتہ بنتا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک دن میرے گھر تشریف لائے اور دوپہر کا وقت تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سو گئے۔ میرے گھر آپؐ نے قیلولہ فرمایا، آرام فرمایا۔ تو سوتے سوتے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جب جاگے تو جاگتے ہی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہنس پڑے۔ تو میں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ میں نے پوچھا "اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) جناب نے یہ تبسم کیوں فرمایا؟ فرمایا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے "میں نے دیکھا خواب میں کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر پر سفر کر رہے ہیں، تیر رہے ہیں، جیساکہ سلطان اور بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہوتے ہیں"۔ تو حضرت ام حرام عرض کرتی ہیں "اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ۔ آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اس قافلے میں شرکت کا موقع نصیب فرمائے"۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا فرمائی اور فرمایا اَنْتَ مِنْھُمْ۔ "تو بھی ان میں شریک ہوگی" پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آرام فرمانے لگے۔ پھر امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اسی دوران جاگے، پھر حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہنسے —— ام حرام نے پھر مسئلہ پیش کیا۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہی جواب دیا۔ انہوں نے پھر درخواست کی۔ کہ اے اللہ کے نبیؐ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی ان میں شریک فرمائے"۔ تو آپؐ فرماتے ہیں۔ اَنْتَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ ط "تو پہلے قافلے میں شریک ہو سکے گی ط پچھلے میں شریک نہیں ہو سکتی" —— یہ بخاری میں تفصیل کے ساتھ واقعہ موجود ہے —— چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں جس وقت مسلمانوں نے بحری بیڑا اپنا تیار کیا اور قبرص (جسے سائپرس بھی کہتے ہیں، جہاں ترکوں اور یونانیوں کی آپس میں جنگ چھڑی ہوئی ہے) اس کو فتح کرنے کے لئے، وہاں دینِ اسلام پھیلانے کے لئے حضرت امیر معاویہؓ نے جب اپنی بحری فوج کو بھیجا، ان میں ام حرام بھی شریک تھیں۔ جب یہ قافلہ قبرص کے کنارے پر لگا۔ آپؓ وہاں سے اتریں، تو کشتی سے اترتے ہوئے یا اونٹ پر سوار ہوتے ہوئے آپؓ گریں اور آپؓ کا وہیں انتقال ہو گیا۔ قبرص میں پہلی قبر مسلمانوں کی جو ہے وہ حضرت ام حرام صحابیہ کی ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

تو دیکھئے خواب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیکھا اور خواب میں امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو رد و بدل کیا۔ (رد و بدل تو نہیں تھا، امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرمایا) معلوم ہوتا ہے کہ علوم نبوت بڑے اونچے علوم ہوتے ہیں۔ اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی تو بہت بلند اور بالاتر تھی۔

تو اسی طرح یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خواب دیکھا۔ اگرچہ آپؐ فی الحال تو نبی نہ تھے لیکن بعد میں آپؐ نبی ہونے والے تھے اور خواب تھا بڑا عجیب، اس لئے اپنے والد ماجد کے سامنے پیش کیا۔

میں ساتھ ساتھ ترجمہ کرتا جاؤں گا۔ چاہتا ہوں کہ آج یہ آیات ختم ہو جائیں۔ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ۔ جب کہا یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خواب سے بیدار ہو کر۔ لِاَبِیْہِ۔ اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے —— خواب عجیب دیکھا تو اپنے باپ کے سامنے خواب کو پیش کیا۔ یٰۤاَبَتِ۔ اے میرے ابا جی، اے میرے باپ! اے میرے والدِ ماجد! اِنِّیْ رَاَیْتُ۔ بے شک میں نے دیکھا خواب میں (آگے لفظ خواب کا آ رہا ہے) اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا — گیارہ ستاروں کو — وَالشَّمْسَ۔ اور سورج کو۔ وَالْقَمَرَ۔ اور چاند کو۔ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ہ میں نے دیکھا کہ وہ سارے کے سارے میرے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ چاند کا سجدہ کرنا، سورج کا سجدہ کرنا، گیارہ ستاروں کا سجدہ کرنا، یہ لڑکے کے لئے تعجب کا باعث تو ہوا۔ اور پھر آپؐ نے اپنا خواب سب سے پہلے جو پیش کیا وہ اپنے والد ماجد کے سامنے پیش کیا۔

ہمارے پاس میرے بزرگو! علم رؤیا کا ایک مستقل فن ہے۔ یعنی یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ بعض لوگ خوابوں کے ساتھ مذاق کر دیتے ہیں، خواب مستقل ایک جہان کا مسئلہ ہے۔ یہ مستقل ایک کائنات کا حصہ ہے اور لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ اس کی تعبیر کے لئے بھی

علوم ایجاد ہوئے۔ چنانچہ ہماری حدیث کی ہر کتاب میں بَابُ التَّعْبِیْرِ الرُّؤیا کہ خواب دیکھ لینا اور خواب کی پھر تعبیر کرانا اور خواب پر احکام کا مرتب کرنا یہ درست ہے، یہ صحیح ہے۔ اور خواب کی تعبیر کرنے کے لئے کچھ اصول ہیں، ان اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ جب کوئی آدمی خواب دیکھے تو خواب اس کے سامنے بیان کرے جو تعبیر رؤیاء کا ماہر ہو کیونکہ تعبیر میں وہ چیزیں ہو سکتی ہیں جو غیر تعبیر میں نہیں ہو سکتیں۔

ہمارے ہاں تابعی گذرے ہیں محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت انس ابن مالک رضؓ کے غلام زادے تھے۔ سیرین جو ہے یہ مخفف ہے شیرین کا۔ یہ ایران کے تھے۔ غلام ہو کے پہنچے حضرت انس ابن مالک رضؓ کے پاس۔ پھر آپ نے ان کو ان کو آزاد کیا اور ان کی شادی کرائی، بہت لمبے مناقب ہیں سیرین کے۔ اُن کے بیٹے ہیں محمد ابن سیرین، اللہ نے آپ کو تعبیر رؤیاء کا فن سکھایا اور تعبیر رؤیاء کے فن میں آپ بہت اونچے مقام کے مالک ہیں۔ محمد ابن سیرین کا فالنامہ چھپا ہوا ملتا ہے۔ تو تعبیر رؤیاء کا ایک مستقل فن ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی محمد ابن سیرین سے روایات نقل کی ہیں اور تعبیر رؤیاء کے سلسلے میں ان کی طرف رجوع کیا ہے لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ۔ ہر فن کے لئے رجال ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ خواب اس کے سامنے بیان کیا جائے جو خواب کی تعبیر کا واقف ہو۔

زبیدہ خاتون، ہارون الرشید کی بڑی صالحہ، بڑی نیک اور بڑی پارسا بیوی تھیں۔ جن کے نام سے آج بھی مکہ مکرمہ میں اور عرفات میں، منیٰ میں نہر زبیدہ جاری ہے۔ بارہ سو سال ہو چکے ہیں اس نہر کو جاری ہوئے۔ آج تک وہ جاری ہے، انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گی۔ حضرت زبیدہ نے خواب دیکھا کہ میرے بدن کے ساتھ ساری کائنات کی مخلوق چمٹی ہے۔ کیڑے مکوڑے، سانپ، بچھو، حشرات، پرندے، چرندے سب میرے بدن کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔ تو وہ بیچاری بہت پریشان ہوتیں کہ یہ تو بڑا عجیب خواب ہے بڑا ہیبت ناک خواب ہے۔ لیکن جب معبّر کے سامنے بیان کیا جو علم تعبیر رؤیاء کا واقف تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ خاتون! گھبرانے کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے ایسا کام لیں گے کہ جس سے اللہ کی ساری مخلوق فائدہ پائے گی۔ — چنانچہ زبیدہ نے نہر زبیدہ جو کھدوائی، مکہ مکرمہ میں، عرفات میں اور منیٰ کے مقام میں وہ چلتی ہے۔ اُس سے کروڑہا انسان فائدہ پا چکے ہیں، اللہ کے ولی، غوث، قطب، ابدال اور عامۃ المسلمین اس سے فائدہ پا رہے ہیں۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو خواب دکھا دے تو اس خواب کی تعبیر کے لئے رجوع ایسے انسان کی طرف کرے جو تعبیر رؤیاء کا واقف ہو۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے والد ماجد کے سامنے خواب پیش کیا، اور کسی سے ذکر نہیں کیا۔ کہ اے ابا جی! میں خواب میں یوں دیکھتا ہوں کہ ۱۱ ستارے اور ایک سورج اور ایک چاند میرے سامنے سجدہ ریز ہو رہے ہیں۔

تو آپ نے کیا فرمایا۔ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ — قَالَ — یعقوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پہلے متنبہ کیا کہ تیرے میرے درمیان جو بات ہو چکی ہے اب اگر کوئی اوپر سے آگیا تو یہ بات نہ کرنا — پہلے میری بات سن لے۔ یٰبُنَیَّ — اے میرے بچے! اے میرے چھوٹے بچے! اے میرے پیارے بچے! — قرآن مجید میں یہ لفظ سورت یوسف ہی میں آتا ہے ایک جگہ آتا ہے ب پر زبر کے ساتھ یٰبَنِیَّ، اور یہاں پر ہے یٰبُنَیَّ — ب پر پیش ہو تو معنیٰ ہے "اے میرے چھوٹے بچے!" اور ب پر زبر ہو تو معنیٰ ہے "اے میرے بہت سے بچو!" — یٰبُنَیَّ، اے میرے چھوٹے بچے! لَا تَقْصُصْ، نہ بیان کرنا تو رُءْیَاكَ، اپنے اس خواب کو، عَلٰۤى اِخْوَتِكَ، اپنے بھائیوں پر، اپنے بھائیوں کے سامنے یہ خواب بیان نہ کرنا، تیرا بڑا عظیم خواب ہے — فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ ہو سکتا ہے کہ وہ تیرے لئے کوئی تدبیر سوچ لیں۔ تیرے خواب میں تو بڑی عظمت ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس عظمت کو پا لیں کیونکہ تعبیر اس کی ظاہر ہے۔ آخر دیکھئے تا کہ جو آدمی خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ چاند میرے سامنے سجدہ کر رہا ہے، سورج میرے سامنے سجدہ کر رہا ہے، ستارے میرے سامنے جھک رہے ہیں تو اس خواب کی تعبیر تقریباً ہر آدمی جان لیتا ہے کہ جس کے سامنے چاند جھک رہا ہے، جس کے سامنے سورج جھک رہا ہے یہ تعبیر کوئی اتنی مشکل نہیں ہے۔ تو وہ اسے سمجھ لیں گے، بھانپ لیں گے کہ ہمارے بھائی یوسف کو کوئی مقام رفیع ملنے والا ہے، تو ہو سکتا ہے کہ وہ تیرے ساتھ کسی قسم کی گڑبڑ کریں۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: بیت المقدس . . . .

واری اور انابت کا جذبہ پیدا ہو۔ وہ اپنی غلطیوں کو مانیں اور مجرموں کو پہچانیں ہماری یہ دعا ہے کہ اس اُمت میں پھر کوئی محمد الفاتح یا سلطان صلاح الدین پیدا ہو۔

دوسری طرف ہم ان لوگوں کی کوششوں کی تائید کرتے ہیں جن لوگوں نے فلسطین کا قضیہ اپنے ہاتھ میں لیا ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دست بازو میں قوّت دے اور ان کے عزائم میں پختگی پیدا فرمائے کہ وہ مسلمانوں کی اس حقیقی طاقت کو سمجھیں جس سے انہوں نے پوری دنیا فتح کی اور اپنی کھوئی ہوئی سلطنتوں کو واپس لیا۔

اسی طرح ہم یہ بھی دنیا پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ بیت المقدس ہمارا حق ہے اور دنیا کے ساتھ انصاف نہیں ہو سکتا، خود یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ انصاف نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ یہ امانت مسلمانوں کی تولیت میں نہ ہو۔ مسلمان ہی اس امانت کے زیادہ حقدار ہیں، وہی اس کا حق بے کم وکاست ادا کریں گے اور ہر مذہب کے ماننے والوں کو ان کی مذہبی تعلیمات کے مطابق اس مقدس مقام سے اظہارِ عقیدت کی اجازت دیں گے۔

بقیہ: پاکستان کے چند معاشی اور اخلاقی مسائل

کے ہاتھ میں ہے۔ وہ چاہے تو تھوڑے اسباب والوں کو بے حساب رزق دے دے اور نہ چاہے بڑے بڑے سرمایہ والوں کی ساری دولت برباد کر دے اور وہ کوڑی کوڑی کے محتاج ہو جائیں۔

وہ خدا اگر رزق دینے پہ آ جائے، تو چند مرلہ زمین کے مالکوں کو بے حساب فصل کا ثمرہ دے دے اور نہ دینے پہ آئے تو لاکھوں ایکڑ کے مالک دانہ دانہ کو ترس جائیں اور ان کی ساری کھڑی فصلیں، پھلوں سے بھرپور پودے اور ثمرہ دار درخت، طوفانوں اور آفتوں سے تباہ و برباد ہو جائیں—!

اسی لئے انسان کو یہ سبق دیا گیا ہے۔ کہ وہ محنت اور کوشش کر کے اس کے نتائج خالق کائنات کے سپرد کر دے کہ اے اللہ میری محنت ختم اب آگے رزق عطا کرنا یہ آپ کا کام ہے۔ تیرا فضل و کرم ہوگا تو بے حساب رزق مل جائے گا۔ اس کو قرآن مجید میں اس طرح فرمایا گیا۔

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں!

اسلام میں دولت کی حیثیت

اسلامی تعلیمات کے مطابق جب ہم نے اس بات کا یقین کر لیا کہ رزق خداوند قدوس کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دولت اور سرمائے کے بارے میں اسلام کیا حکم دیتا ہے؟

میری ناقص معلومات یہ ہیں۔ کہ اسلام میں دولت اور سرمایہ کی کوئی حد بندی نہیں۔ البتہ حصول دولت و سرمایہ کے وسائل اور ذرائع پر بہت سی پابندیاں عاید کر دی گئی ہیں اور وہ یہ کہ اسلام جائز ذرائع اور حلال کمائی سے حاصل کی ہوئی دولت اور سرمائے کی اجازت دیتا ہے اور حرام ذرائع اور ناجائز طریقوں سے حاصل کی ہوئی دولت کو ممنوع اور حرام قرار دیتا ہے۔

اسلام کی تاریخ شاہد ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پاکیزہ سیرتوں سے ہمیں اس بات کا ثبوت ملتا ہے، کہ انہوں نے دولت کو دو حصوں میں تقسیم

دورۂ تفسیر

(۱۵ر شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ سے شروع ہو رہا ہے)

قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع میں اس سال بھی علمائے کرام کا دورۂ تفسیر "انجمن خدام الدین" کے زیر اہتمام ۱۵ر شعبان ۱۳۸۹ھ سے شروع ہوگا۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ حضرت شیخ التفسیر کے طریق پر ربطِ آیات کے ساتھ قرآن کریم کی تفسیر پڑھائیں گے۔ قلم، دوات اور کاغذ کا انتظام انجمن خدام الدین کی طرف سے ہوگا۔ کامیاب حضرات کو سید العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مفکر اسلام قائد انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم علامۂ زمان سید الاتقیاء حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، قطب زماں مفسر کبیر ولی بے نظیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی کے دستخط شدہ اسناد دی جائیں گی۔ حسب دستور فرقۂ باطلہ کی تردید بھی پڑھائی جائے گی۔

نوٹ: شریک ہونے والے علماء کرام موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

کیا ہے۔ ایک حلال اور دوسرا حرام حلال طریق کار میں سے زکوٰۃ، عشر، صدقات، ورثہ، مالِ غنیمت وغیرہ کو جائز اور ضروری قرار دیا کر اسلامی اصولوں اور قواعد کے مطابق حلال ذرائع سے حاصل کی ہوئی دولت کو اس طرح خرچ کرو! اور دوسرے طریق کار یعنی سود، رشوت، چوری، ڈاکہ، بلیک مارکٹنگ، ذخیرہ اندوزی اور کسی کا حق غصب کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور ان تمام ذرائع سے جو بھی دولت حاصل ہوگی۔ وہ ناجائز ہوگی۔

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ فی نفسہٖ دولت بری چیز نہیں ہے۔ اصل چیز اس کا استعمال ہے۔ جیسا کہ تلوار اور بندوق فی نفسہٖ بری چیزیں نہیں ہیں۔ لیکن ان کا استعمال اگر غلط ہوگا تو اس کے نتائج بھی برے ہی ہوں گے۔ تلوار اور بندوق اپنی حفاظت کے لئے بہترین ہتھیار ہیں۔ لیکن ان سے اگر کسی کی ناحق جان ضائع کر دی جائے تو یہ بہت بڑا جرم ہے۔ ایسے ہی دولت اور سرمایے کی بات ہے۔ اگر دولت کو اسلام کے احکام کے مطابق خرچ کیا جائے تو دنیا اور دین دونوں کا فائدہ ہوگا۔

دولت سے زکوٰۃ کی ادائیگی ہو، عشر دیا جائے، صدقات و عطیات غریبوں میں تقسیم کئے جائیں۔ غریب اور مفلوک الحال لوگوں کا خیال رکھا جائے، اسلامی خزانہ (بیت المال) کو مضبوط کیا جائے، ملکی

اور ملی ضروریات پوری کی جائیں، تو یہ دولت عین خدا کی نعمت شمار ہوگی۔ لیکن اگر اسی دولت سے سود خوری، شراب نوشی اور بدکرداری کے طور طریقے اختیار کر لئے جائیں یا دولت کو روک کر اپنے گھر میں ہی مقفل کر لیا جائے اسلامی اصطلاح جسے "اکتناز" کہتے ہیں تو یہ طریق کار اسلام کے سراسر منافی ہے۔

پاکستان کی اقتصادی حالت

ہمارے ملک میں ان دنوں یہ بحث زوروں پر ہے کہ ملک کی دولت گنتی کے چند افراد اور ۲۰ خاندانوں میں سمٹ کر رہ گئی ہے! میں اس حقیقت سے انکار نہیں کرتا کہ یہ اعتراض صحیح ہے سوال یہ ہے کہ پاکستان کے نام پر جب یہ اسلامی مملکت قائم ہوئی تھی تو اس وقت یہاں پر ہندو تاجروں اور صنعتکاروں کے مقابلہ کے لوگ کون تھے؟

آپ میری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ ان دنوں خاص کر مغربی پاکستان میں چنیوٹ کے ان باشندوں نے جو ہندوستان کے مختلف بڑے شہروں میں صنعت و تجارت کا کاروبار کرتے تھے اور بمبئی اور گجرات کاٹھیاواڑ کی میمن برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے پاکستان میں آ کر ہندو اور بنیا تاجروں کے خلا کو پُر کیا۔ ان لوگوں نے اگر شب و روز

محنت کر کے ایک مل سے دس ملیں قائم کر لی ہیں اور حکومت کی اجازت سے انہوں نے ملک کی تجارتی اور صنعتی ساکھ کو چار چاند لگائے ہیں تو یہ کوئی معیوب بات نہیں بلکہ لائق فخر ہے کہ بے وسیلہ اور کم وسائل کے لوگوں نے تھوڑے سے ہی عرصہ میں تجارت اور صنعت میں اس قدر عمدہ ترقی کر کے روشن مثال قائم کی ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: معراج مصطفےٰ ؐ

تک جا پہنچا کیا وہ اپنے حبیب محترم کے براق میں ایسی برق رفتاری کی کلیں اور حفاظتی سامان نہ رکھ سکتا تھا جن سے چشم زدن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم راحت و تکریم کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکیں۔ اگر خالق کائنات ایسا نہ کر سکتا تو یقیناً وہ عاجز ہوتا اور عاجز و لاچار ہونا عیب ہے اور خداوند کن فیکون ہر عیب سے پاک اور منزہ ہے۔ اسی لئے واقعۂ اسراء کو سبحٰن الذی کے لفظ سے شروع فرمایا کہ وہ ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے۔

افسوس ان کوتاہ نظروں پر جن کے سامنے کائنات کے بے شمار اسرار روز روشن کی طرح ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ زبان حال سے پکار رہا ہے کہ اس عظیم نظام کو چلانے والا کوئی قادر مطلق، عظیم مدبّر اور بے مثال منتظم ہے۔ جس کے افعال اسباب سے علیحدہ ہو کر کسی خاص مصلحت اور حکمت کے اقتضاء سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی "تنگ نظر اسلام" کو تعصب کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں ؎

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

بقیہ: مجلس ذکر

میرا آپ کا نہیں لیکن قرآن کے احکام سنانا تو میرا آپ کا فرض ہے، حکومت کو متنبہ کرنا تو ہمارا فرض ہے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا "برائی

دیکھو تو ہاتھ سے مٹاؤ یا پھر زبان سے اعلان جہاد کرو، زبان سے اس کے خلاف اعلان کرو۔ آخری درجہ یہ ہے کہ برائی کو کم از کم دل سے تو برا جانو اور اس کے لئے دل میں جذبات برے رکھو، اگر چند مٹھی بھر مسلمان بھی اللہ کی راہ میں جہاد کا علم بلند کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی تائید ضرور کریں گے۔

دعا

اللہ تعالیٰ اعتماد الی اللہ نصیب فرمائیں تاکہ اعتماد علی النفس نصیب ہو اور اللہ تعالیٰ کی تائید شامل حال ہو اور تا آنکہ ان بچالے مسلمانوں کو ہم ظالموں کے استبداد سے بچائیں۔ آمین!

ہفتہ وار درس حجۃ اللہ البالغہ

دور حاضر کے عمرانی مسائل پر فلسفہ ولی اللّٰہی کی روشنی میں سلسلہ تقاریر

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے زیر اہتمام "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ حکیم الامت حضرت امام ولی اللہ دہلوی کا ہفتہ وار درس ہر اتوار کو صبح ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک بمقام دفتر سوسائٹی ۲۲۳ - این، شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد، لاہور ہوتا ہے۔ درس ولی اللہ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب دیتے ہیں جو امام انقلاب شارح حکمت ولی اللّٰہی حضرت مولانا عبیداللہ سندھی سے فیض یاب ہیں۔ اور ان کے معتمد خصوصی رہ چکے ہیں۔ آغاز امام صاحب کے عمرانی افکار سے کیا گیا ہے۔ آخری پندرہ منٹ درس کے موضوع کے متعلق توضیحی سوال و جواب کے لئے مخصوص ہیں۔ اہل علم حضرات کے لئے "فلسفہ ولی اللّٰہی" کے خصوصی مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ باذوق اصحاب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لا کر اس مطالعے سے مستفید ہوں اور ان افکار کو پاکستان میں ایک ترقی کن خوشحال معاشرے کی تشکیل و تعمیر کے لئے بنیاد بنائیں۔

الداعی: محمد مقبول عالم بی۔اے جائنٹ سیکرٹری
ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ)، لاہور

درس قرآن و حدیث کی پانچویں سالانہ تقریب

انشاء اللہ ۲۶ اکتوبر بروز اتوار صبح ۹ بجے بنگلہ ۱۵ جامن روڈ نزد تھانہ واہ کینٹ میں قاضی زاہد الحسینی صاحب درس قرآن و حدیث کی پانچویں سالانہ تقریب منعقد ہوگی جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ اور خلیفۂ مجاز حضرت لاہوری رح جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ ساہیوال سے تشریف لا رہے ہیں۔
(المعلن محمد عثمان غنی منتظم درس 19E/۱۰۱ واہ کینٹ)

اعلان

روزانہ بعد از نماز عشاء جامعہ مدنیہ کیمبل پور میں حضرت علامہ قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم درس حدیث ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت مقامی زبان میں درس ایسے پیرائے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ سامعین بے اختیار طریق سنت پر گامزن ہو جاتے ہیں اور اپنے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کے جذبات کو اور زیادہ پاتے ہیں۔ یہ درس اسی وقت حافظ محمد سلیم صاحب نوٹ کر لیتے ہیں۔ لوگوں کے اصرار پر اس کو کتابی شکل میں لانے کے لئے کتابت اختتام پر ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد آپ کے سامنے آنے والی ہے اپنے اپنے پتے درج ذیل پتہ پر بہت جلد درج کرا دیں۔ حافظ ماسٹر محمد سلیم معرفت جامعہ مدنیہ کیمبل پور۔

اظہار تعزیت

قاری محمد شریف قصوری نے مولانا محمد اجمل صاحب امیر جمعیۃ علمائے اسلام ساہیوال کے صاحبزادے کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ ادارہ خدام الدین بھی اس دکھ میں مولانا کے ساتھ شریک غم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو مولانا کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

دعائے مغفرت

حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم۔اے کے نانا جناب عنایت اللہ خاں کا انتقال ہو گیا ہے۔ ——— قارئین خدام الدین سے ان کی مغفرت کی درخواست ہے۔

نمازِ حقیقت کیسے پڑھیں؟

مولانا محمد ادریس انصاری خلیفۂ مجاز حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ

نماز کی ایک صورت ہے، ایک اس کی حقیقت، ایک اس کا قالب ہے اور ایک اس کی روح ۔ جس ہیئت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے تھے وہ نماز کی صورت ہے اور جس کیفیت یعنی حضورِ قلب اور توجہ الی اللہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے وہ نماز کی حقیقت ہے۔

شریعت میں جہاں نماز کے فرائض، واجبات، سُنن و مستحبات کی پوری پوری رعایت و حفاظت کرتے ہوئے نماز پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے وہاں نماز کی صورت کو اس کی حقیقت کے ساتھ ملا کر ادا کرنے کی بھی تاکید ہے۔

اہل طریقت کہتے ہیں ۔ اگر نماز کو محض حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقشہ اور اس کی صورت پر ادا کیا جائے، تو یہ نماز اس جسم کی مانند ہے جس میں جان نہ ہو یا اس پھول کی مانند ہے جس میں خوشبو نہ ہو یا اس درخت کی مانند جو بار آور نہ ہو ۔ ایسی نماز پڑھنے والا اگرچہ فرضیت نماز سے بری الذمہ ہو جائے گا ۔ یعنی ایسی نماز پڑھنے کے بعد گو اس کے ذمہ قضا لازم نہ آئے گی مگر اس طرح کی نماز پڑھنے والا نماز کے انوار و تجلیات، اس کی حلاوت و کیفیات اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم رہے گا۔

حقیقی نماز وہ ہے جو ظاہراً باطناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ ہو، پھر جس قدر کسی کی نماز ظاہراً و باطناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مماثل ہوگی اسی قدر وہ نماز مکمل اور اونچے درجہ کی ہوگی ۔ اور جس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی مماثلت و مشابہت میں کمی ہوگی اسی قدر اس کی نماز ناقص ہوگی ۔ اس کی دلیل وہ صحیح حدیث ہے جو امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم سے ان الفاظ میں نقل فرمائی۔

عن الفضل بن عباس، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ مثنیٰ مثنیٰ تشھد فی کل رکعتین و تخشع و تضرّع و تمسکن و تقنع یدیك یقول ترفعھما الی ربك مستقبلاً ببطونھما وجھك و تقول یا ربّ یا ربّ و من لم یفعل ذالك فھو کذا و کذا ۔ و قال غیر ابن المبارك وفی ھذا الحدیث من لم یفعل ذالك فھو خداجٌ ۔
(ترمذی شریف صـ ۴۳)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ نماز دو دو رکعتیں ہیں یعنی کم سے کم دو رکعتیں جس کے آخر میں التحیات ہو ۔ اس کے علاوہ نماز کو خشوع اور تضرع اور سکون کے ساتھ پڑھو ۔ اور نماز پڑھ کر دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس تصور کے ساتھ اٹھاؤ کہ میں ان کو اپنے رب کے سامنے پھیلا رہا ہوں ۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ تمہارے دونوں ہاتھوں کے اندرونی حصے تمہارے چہرے کے سامنے ہوں اور تم کہتے ہو کہ "اے میرے رب! اے میرے رب!" اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ان ہدایات کے مطابق نماز نہیں پڑھی اس کی نماز ایسی ویسی ہے ۔ اور دوسری روایت کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے ان ہدایات کے مطابق نماز نہیں پڑھی اس کی نماز ناکارہ ہے۔

اس حدیث میں نماز کے متعلق پانچ ہدایات بیان فرمائی ہیں:

۱۔ نماز کی صورت اور اس کے ظاہر کے متعلق ہے الصلوٰۃ مثنیٰ مثنیٰ، الی آخرہٖ ۔ کوئی نماز دو رکعتوں سے کم نہ ہوگی اور ہر نماز کی دو رکعتیں التحیات پر مشتمل ہوں گی ۔

۲۔ نماز کی روح اور اس کے باطن کے متعلق ہے ۔ "وَ تَخَشَّعُ" نماز خشوع سے پڑھو۔

۳۔ یہ بھی نماز کے باطن سے تعلق رکھتی ہے ۔ وَ تَضَرَّعُ ۔ نماز کو عاجزی سے پڑھو۔

۴۔ یہ بھی نماز کے باطن سے متعلق ہے ۔ "وَ تَمَسْکَنُ" نماز کو مسکنت کے حال میں پڑھو۔

۵۔ نماز کے اختتام کے متعلق ہے ۔ وَ تُقْنِعُ یَدَیْكَ اور خاص طریقہ سے دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ کہ ان کے اندرونی حصوں کو اپنے چہرہ کے سامنے رکھ کر اپنی زبان سے کہو "یا ربّ یا ربّ" اے میرے رب! اے میرے رب! ۔ نماز

نماز کے متعلق یہ ہدایات بیان فرما کر ارشاد فرمایا ۔ ومن لم یفعل ذالك فھو کذا و کذا فی روایۃ فھو خداجٌ ۔ یا یہ مطلب ہو ۔ بس اس کی نماز یونہی ہے یعنی ناقص ہے۔

حدیث کے الفاظ "تخشع، تضرع، تمسکن کے معانی:

خشوع کے معنی خود کو نہایت حقیر و ذلیل جانتے ہوئے اس طرح نماز ادا کرو کہ تمہارے جسم، تمہاری آواز اور تمہاری آنکھوں سے عاجزی و پستی ظاہر ہو ۔ گویا ایک بے بس اور عاجز غلام ہے جو اپنے مالک شہنشاہ ذوالجلال والاکرام کے سامنے نیازمندی کے ساتھ آنکھیں نیچی کئے پست آواز کے ساتھ التجا کر رہا ہو۔

تضرع کے معنی المبالغۃ فی السؤال کے ہیں یعنی عاجزی و زاری کے ساتھ بار بار التجا کرنا ۔ پس تضرع کے ساتھ نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس تصور اور اس حال میں نماز پڑھو، جیسے کوئی محتاج و فقیر اپنے حال و قال سے کبھی ہاتھ باندھ کر، کبھی ہاتھ چھوڑ کر، کبھی سر جھکا کر اور کبھی اپنی ناک و پیشانی مالک کے قدموں میں رکھ کر اپنی محتاجیاں دور کرنے کی بار بار التجا کر رہا ہو ۔

تمسکن کے معنی مسکینی و مفلسی کے

حال ہیں ہوتا۔
مسکین اس فقیر کو کہتے ہیں جس کے پاس کوئی شے نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ نماز کے حقیقی فوائد اور نماز کے روحانی اثرات حاصل کرنے کے لئے اپنی نمازوں کو ان ضوابط، ہدایات اور اصولوں کے ساتھ ادا کرنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ نیز قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم نماز کے محاسبہ میں اس وجہ سے رہ جائیں۔ کہ ہماری نمازیں باوجود ہمیشہ پڑھتے رہنے کے اللہ کے ہاں ناقابل التفات ہوں اپنی نمازوں کی اصلاح کے لئے مندرجہ ذیل امور کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

۱۔ نماز پڑھنے سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمودہ ان ہدایات پر اچھی طرح غور کریں — اپنے دل میں عزم کریں کہ مجھے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنی ہے۔

۲۔ پھر ان ہدایات یعنی خشوع و خضوع وغیرہ کے مطابق نماز پڑھنے کی اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگ کر پوری توجہ کے ساتھ اللہ اکبر کے معنیٰ پر دھیان کرتے ہوئے اللہ اکبر کہے اور جہاں تک ممکن ہو ساری نماز قیام و قعود، رکوع و سجود میں اللہ کی طرف دھیان رکھے۔ جب دھیان ادھر ادھر چلا جائے تو خیال آنے پر فی الفور اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اللہ کی عظمت و کبریائی اور اپنی مسکینی و محتاجی پر دھیان رکھے نماز سے فارغ ہو کر اپنی نماز کا محاسبہ کرے کہ آیا میں نے ان ہدایات و اصول کے مطابق نماز ادا کی ہے یا نہیں اس محاسبہ سے "یقیناً" نماز کے نقائص نظر آئیں گے پس نماز کے ان نقائص پر بارگاہ الٰہی پر گڑگڑا کر توبہ کرے۔ اور آئندہ کے واسطے حقیقی اور مکمل نماز پڑھنے کی توفیق مانگے۔ پھر معمول کے مطابق اپنی حاجات کے لئے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دل سے رجوع کے ساتھ دعا کرو۔ کچھ دن نباہ کر اس طرح نماز پڑھنے سے انشاء اللہ نماز کا رخ صحیح ہونے لگے گا اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی نماز روح اور حقیقت والی نماز بن جائے گی۔

بقیہ: عربی زبان

اسی زبان میں جنت کے خادموں سے کام کاج لیں گے، اسی زبان میں جنت کے ساتھیوں سے میل ملاپ کریں گے۔ اسی زبان میں جنت کے لذت والے پھل طلب کریں گے۔ اسی زبان میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی تعریف کریں گے۔

آئیے! ہم سب اس بات کا ارادہ کر لیں کہ عربی زبان ضرور سیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ارادے کو پورا فرمائے اور عربی زبان سے ہمارے سینوں کو روشن کر دے۔

جلسے

• "مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم القرآن شاہی مسجد کہروڑ پکا" کا سالانہ جلسہ بسلسلہ دستار بندی حفاظ طلباء و طالبات بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ، ہفتہ اتوار شاہی مسجد میں ہو رہا ہے۔ جس میں مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا مفتی محمود مولانا غلام غوث، مولانا نورالحسن بخاری مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد علی جالندھری مولانا عبدالشکور دین پوری وغیرہ تقاریر کریں گے

• مؤرخہ ۱۹، اکتوبر ۱۹۶۹ء مطابق ۲۶، رجب المرجب بروز جمعرات بعد از نماز عشاء محلہ کرشنا نگر گلی نمبر ۱۸ جامع مسجد حافظ محمد صدیق والی میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مولانا عبدالقادر آزاد تبلیغ آفیسر محکمہ اوقاف فلسفۂ معراج کے موضوع پر خطاب فرمائیں گے۔

• مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم اور جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کا سالانہ تبلیغی جلسہ ۲۸/۲۹ رجب المرجب مطابق ۱۱، ۱۲ اکتوبر بروز ہفتہ اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی حضرت پیر خورشید احمد شاہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر گوجرانوالہ، حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب راولپنڈی اور دوسرے جلیل القدر علماء تقاریر فرمائیں گے

درس قرآن کریم

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند اکبر حضرت مولانا سید ابوذر بخاری ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان دفتر مرکزیہ احرار بالمقابل شاہ محمد غوثؒ بیرون دہلی دروازہ لاہور میں ۱۲، اکتوبر بروز اتوار صبح ۸½ بجے درس قرآن کریم کی ماہانہ نشست کا افتتاح کریں گے جمیع مسلمانوں سے درخواست ہے کہ جوق درجوق شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ چوہدری محمد اکرم منتظم درس قرآن دفتر مرکزیہ احرار

بچوں کا صفحہ

وہ کیسے مسلمان تھے!

ابو ثاقب صدیقی

یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مدائن کا گورنر بنایا — مدائن عرب کا بہت خوبصورت شہر ہے جب مدائن کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کے شہر میں گورنر ہو کر آ رہے ہیں تو وہ لوگ بے چینی اور بڑے شوق سے آپ کا انتظار کرنے لگے۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن پہنچے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم سنایا تو بہت سے لوگوں نے آپ سے کہا "آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو، وہ حاضر کی جائے" حضرت حذیفہ رض نے جواب دیا "صرف اتنی روٹی جس سے پیٹ بھر سکے اور صرف اتنا چارہ جس سے میری سواری کا جانور زندہ رہ سکے۔ اور بس۔

آپ نے نہ روپیہ مانگا اور نہ محل، نہ اچھے کپڑے مانگے اور نہ نوکر چاکر، آپ جانتے تھے ایک دن یہ ساری دنیا ختم ہو جائے گی سب لوگ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے اور اپنا اپنا حساب دیں گے۔ آج میں گورنر ہوں اگر لوگوں کو ستا کر بہت سے روپے جمع کر لئے اچھا سا مکان بنا لیا، بہت سے خدمت گار رکھ لئے تو آخرت میں اللہ میاں سخت سزا دیں گے۔ اس لئے آپ نے اللہ کے خوف سے صرف اتنی ہی چیزیں لیں جن سے زندہ رہ سکیں اور اللہ کے بندوں کی خدمت کر سکیں۔

بچو! ذرا سوچو، آج کوئی گورنر ہوتا ہے تو پہلے بڑی بڑی کوٹھیاں بنواتا ہے، اچھی سی موٹر خریدتا ہے لوگوں سے بہت سے روپے لے کر جمع کرتا ہے چاہے لوگ فاقوں سے مریں یا چھوٹے چھوٹے بچے بھوکے رہیں، ان کو کسی بات کی فکر نہیں ہوتی کیونکہ آج لوگ اللہ کو بھول گئے، حساب کتاب کا ڈر نہیں رہا من مانی کرنے لگے۔

جب حضرت حذیفہ رض مدائن سے مدینہ لوٹے تو حضرت عمر رض راستہ میں چھپ کر کھڑے ہو گئے، یہ دیکھنے کے لئے کہ حضرت حذیفہ رض کس حال میں آ رہے ہیں — دیکھا کہ حضرت حذیفہ رض جو کچھ اپنے ساتھ لے گئے تھے اس سے زیادہ ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رض ان سے لپٹ گئے اور کہا۔ "تم میرے بھائی ہو میں تمہارا بھائی ہوں"

وہ کیسے مسلمان تھے؟

عربی زبان

★

"عربی زبان" قرآن پاک کی زبان ہے جسے ہر مسلمان اپنے گھر اور سینے میں رکھنا ضروری سمجھتا ہے اور جس کا ادب کرنا ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہے۔

"عربی زبان" ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے جن پر ہمارا سب کچھ قربان ہے اور جن سے محبت کرنا ہمارے لئے اپنے ماں باپ کی محبت سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

"عربی زبان" ہماری پانچ وقت کی نمازوں کی زبان ہے جو ہر مسلمان مرد عورت پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض کی گئی ہیں اور جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ حساب کے دن سب سے پہلے سوال کریں گے۔

"عربی زبان" ہماری حدیث پاک کی زبان ہے۔ جس کا درجہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ ہے اور جسے ہمارے مولوی صاحبان ہمیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ہماری زندگیاں درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"عربی زبان" ہمارے مکے اور مدینے شریف کی زبان ہے۔ جہاں اللہ کا پاک گھر خانہ کعبہ ہے۔ جس کا حج کرنے کے لئے ساری دنیا کے خوش قسمت مسلمان ہر سال جاتے اور اپنے گناہ معاف کروا کر آتے ہیں۔

"عربی زبان" ہماری پیدائش کی زبان ہے۔ اس لئے کہ ہماری اماں جان نے اس وقت تک ہمیں دودھ نہیں پلایا تھا جب تک مولوی صاحب نے ہمیں عربی زبان میں اذان اور تکبیر نہیں سنائی تھی۔

"عربی زبان" ہماری موت کی زبان ہے۔ اس لئے کہ جب تک مسلمان بیمار کے سرہانے عربی کی سورۂ یٰسین شریف نہیں پڑھی جاتی اس وقت تک اس کی موت آسان اور محبوب نہیں ہوتی۔

"عربی زبان" ہماری قبر کی زبان ہے۔ قبر کے فرشتے عربی زبان ہی میں ہم سے وہ تین سوال کریں گے جن کا ٹھیک ٹھیک جواب دینے سے ہماری قبر میں جنت کی کھڑکی کھول دی جائے گی۔

"عربی زبان" ہماری جنت کی زبان ہے اور ہم انشاء اللہ عنقریب اسی زبان میں جنت کے مالی سے بات چیت کریں گے

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

میں ننھا مجاہد ہوں

زاہد الحسن زاہد

جہالت، کدورت، حسد کو مٹاؤ!
زمانے کو مہر و محبت سکھاؤ!
میں ننھا مجاہد ہوں اپنے وطن کا!
مجھے غازیوں کے فسانے سناؤ!
کفن سر پہ باندھو کہ وقت آگیا ہے
نہ تم خوف کھاؤ قدم اب بڑھاؤ
وطن ہے تمہارا وطن کے لئے تم
وطن کے تحفظ پہ جاں تک لٹاؤ
دکھاؤ کچھ اس طرح ایماں کی قوت
زمانے سے تم زعم باطل مٹاؤ
ہے اسلام نام اس خدا کی لگن کا
سر اپنا اسی بارگاہ میں جھکاؤ
ابھی تک جو بے بہرہ تعلیم سے ہیں
انہیں تم محبت سے پڑھنا سکھاؤ
خلوص و وفا کی تمنا میں لے کر
چمن میں نئے پھول پھر سے کھلاؤ
مجاہد ہے زاہد محب وطن بھی
اسے دوست مل کے تم اپنا بناؤ

•

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱-۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۷۶/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۴ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔